- فانی زندگی کا حسرتناک انجام
- جنت کے سدابہار نظارے
- جہنم کے عبرت آموز مناظر

فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن جاراللہ بن ابراہیم الجاراللہ رحمہ اللہ

ترجمہ و تخریج، مولانا تنویر احمد حفظہ اللہ

قیامت

- فانی زندگی کا حسرتناک انجام
- جہنم کے عبرت آموز مناظر
- جنت کے سدابہار نظارے

قیامت

- فانی زندگی کا حسرتناک انجام
- جہنم کے عبرت آموز مناظر
- جنت کے سدا بہار نظارے

فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ ۝
فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ ۝

وَأَمَّا مَنْ
خَفَّتْ مَوَازِينُهُ ۝
فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ ۝

وَأَنْذِرْهُمْ
يَوْمَ الْحَسْرَةِ
إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ

فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن جاراللہ بن ابراہیم الجاراللہ رحمہ اللہ
ترجمہ وتخریج: مولانا تنویر احمد حفظہ اللہ

دارالسلام
DARUSSALAM

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر
الجار الله، عبدالله
احوال القيامة. / عبدالله الجار الله - الرياض، ١٤٢٩ هـ
ص: ١٢٠ مقاس: ١٤×٢١ سم
ردمك: ٧-٠٢٧-٥٠٠-٦٠٣-٩٧٨
(الكتاب باللغة الاردية)
١. القيامة ٢- البحث أ. العنوان
ديوي ٢٤٣ ١٤٢٩/٣٨٥٤

رقم الإيداع: ١٤٢٩/٣٨٥٤
ردمك: ٧-٠٢٧-٥٠٠-٦٠٣-٩٧٨

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان، بہت رحم کرنے والا ہے

پوسٹ بکس: 22743 الریاض: 11416 سعودی عرب فون: 4043432-4033962 1 00966 فیکس: 4021659

E-mail: darussalam@awalnet.net.sa - riyadh@dar-us-salam.com

Website: www.darussalam.com

- الریاض۔ العلیا۔ فون: 4614483 01 فیکس: 4644945 • الملز فون: 4735220 01 فیکس: 4735221 • سویلم فون: 2860422 01
- مندوب الریاض: موبائل: 0503459695-0505196736 • قصیم (بریدہ): فون/فیکس: 3696124 06 موبائل: 0503417156
- مکہ مکرمہ: موبائل: 0502839948-0506640175 • مدینہ منورہ فون: 8234446 04 فیکس: 8151121 موبائل: 0503417155
- جدہ فون: 6879254 02 فیکس: 6336270 • الخبر فون: 8692900 03 فیکس: 8691551
- ینبع البحر فون/فیکس: 3908027 04 موبائل: 0500887341 • خمیس مشیط فون/فیکس: 2207055 07 موبائل: 0500710328

شارجہ فون: 5632623 6 00971 امریکہ • ہوسٹن فون: 7220419 713 001 • نیویارک فون: 6255925 718 001

لندن فون: 4885 539 208 0044 آسٹریلیا فون: 4040 9758 2 0061

پاکستان (ہیڈ آفس ومرکزی شوروم)

- 36- لوئر مال، سیکرٹریٹ سٹاپ، لاہور

فون: 7110081-7111023-7232400-7240024 42 0092 فیکس: 7354072 موبائل: 0322-8484569

- غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور فون: 7120054 فیکس: 7320703 موبائل: 0322-4439150
- Y-260 بلاک کمرشل ایریا، فیز III ڈیفنس، لاہور فون: 042-5084895 موبائل: 0321-4212174

Website: www.darussalampk.com E-mail: info@darussalampk.com

اسلام آباد F-8 مرکز، اسلام آباد فون/فیکس: 2281513 51 0092 موبائل: 5370378 0321

کراچی مین طارق روڈ، (D.C.HS / 110,111-Z) ڈالمن مال سے (بہادر آباد کی طرف) دوسری گلی، کراچی

فون: 4393936 21 0092 فیکس: 4393937 موبائل: 0321-2441843

فہرست مضامین

عرض ناشر

اعلیٰ اخلاقی قدروں کے بغیر کوئی معاشرہ کامیابی کے راستے پر نہیں چل سکتا۔ حق و صداقت سے والہانہ وابستگی، ذوقِ یقین، حق گوئی، بے باکی، باہمی احترام، غریب پروری، ایثار وقربانی اور حرص وحسد سے گریز وہ قدریں ہیں جنھیں انسان کے عزم وعمل میں جگمگانے کی ضرورت ہر تہذیب کے فرائضِ عظیمہ کا اہم حصہ رہی ہے۔ اس سلسلے میں دوسری تہذیبوں نے کیا طریقے اختیار کیے؟ اور ان کے نتائج کیا نکلے؟ یہ ایک دلچسپ مطالعہ ہے جو تاریخ کی امانت ہے۔ اسلام نے اس بارے میں ایک سیدھی سادی قدرتی راہ اختیار کی اور بنی نوع انسان کے آگے عالمِ آخرت کی حقیقت نمایاں کردی۔

اسلام نے بڑی وضاحت سے بتادیا کہ کارخانۂ ہستی کا حدود اربعہ صرف وہی عالمِ رنگ و بو نہیں ہے جو تمھارے چاروں طرف پھیلا ہوا ہے۔ میدانوں، کھلیانوں، سمندروں، دریاؤں، پہاڑوں، آبشاروں، بادلوں، آسمان کی نیلگوں فضا اور ستاروں سے آگے بھی زمان ومکان کی ایک لامتناہی کائنات موجود ہے۔ اسے تم اسی وقت دیکھ سکو گے جب موت کا سرد ہاتھ تمھاری شمعِ زندگی گل کردے گا۔ جونہی تمھاری آنکھیں بند ہوں گی، مشاہدے کی موجودہ دنیا اوجھل ہوجائے گی، عالمِ غیب کی وہ زندگی صاف دکھائی دینے لگے گی جو ابدی اور لافانی ہے۔ تم قبروں سے اٹھائے جاؤ گے۔ حشر کے میدان

میں کھڑے کردیے جاؤ گے، میزان گاڑ دی جائے گی۔ جو کچھ تم اس دنیا میں کرتے ہو وہ تمام افعال واعمال میزان میں تولے جائیں گے۔ نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو گیا تو تمھیں جنت میں بھیج دیا جائے گا۔ اللہ نہ کرے، اگر گناہوں کا پلڑا بھاری نکلا تو تم جہنم کی غذا بن جاؤ گے۔ اسلام نے دوٹوک انداز میں خبردار کر دیا کہ جس طرح اس دنیا میں مادی اعمال کے خواص و نتائج ہیں اسی طرح روحانی اعمال کے بھی لازمی نتائج مرتب ہوتے ہیں، مثلاً: ڈاکٹر تاکید کرتا ہے کہ زیادہ نمک نہ کھاؤ ورنہ بلڈ پریشر کا مرض لاحق ہو جائے گا، چینی سے پرہیز کرو، ورنہ شوگر کی بیماری چمٹ جائے گی۔ ٹھیک اسی طرح اسلام نے بتا دیا کہ وحدہ لاشریک کی اطاعت کرو۔ سچ بولو، حلال روزی کماؤ اور نیکی کی زندگی بسر کرو، اس کے صلے میں تمھیں جنت میں دائمی کامیابی کا تاج پہنا دیا جائے گا۔ شرک نہ کرو، جھوٹ نہ بولو، ظلم نہ کرو، حرام روزی نہ کھاؤ، غفلت اور بدی کی زندگی بسر نہ کرو ورنہ تم جہنم کی غذا بن جاؤ گے۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اسلام نے آخرت اور قیامت کی خبر دے کر انسان کو اپنی نجات و سعادت کے لیے اعلیٰ اقدار کی زندگی بسر کرنے کا طریقہ اور سلیقہ عطا کیا اور اللہ رب العزت کی بندگی، نیکی، پارسائی، سچائی، سخاوت، شرافت اور شجاعت کے انوار و برکات سے ایک ایسا معاشرہ قائم کر دکھایا جس کی تجلیوں سے ساری دنیا منور ہو گئی۔

اسلامی عقیدے میں قیامت کی زبردست اہمیت اور فکر آخرت کی مسلمہ افادیت کے پیش نظر سعودی عرب کے صاحب دل عالم عبداللہ بن جاراللہ بن ابراہیم الجاراللہ رحمہ اللہ نے ایک مختصر سی کتاب ''القیامۃ'' کے زیر عنوان مرتب کی تاکہ ہر شخص اچھی طرح خبردار ہو جائے کہ موت سائے کی طرح ہمارا تعاقب کر رہی ہے۔ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں۔ آدمی پانی کا بلبلہ ہے۔ نہ جانے کس گھڑی فرشتہ اجل آ پہنچے اس لیے آج اور ابھی نیکی،

پاکیزگی، پاکدامنی، دانش، دردمندی، سچائی، سخاوت اور بہادری کے اعمال والی زندگی اختیار کر لی جائے تاکہ آخرت کے کنارے قیامت کے ہجوم و ہیجان میں رب ذوالجلال کے حضور شرمندہ نہ ہونا پڑے اور ہم دوزخ کے شعلوں سے بچ کر جنت کے محلات میں جانے کے قابل بن جائیں۔ اس سلسلے میں موصوف نے کتاب کے ابتدائی ابواب ہی میں اپنے دردمندانہ اسلوب میں قیامت کی یاد دہانی اور فکر آخرت کی طرف توجہ دلائی ہے۔ انھوں نے بڑی دل سوزی سے نہایت اہم نصیحتیں کی ہیں، انھی نصیحتوں کے ذیل میں موصوف نے سورۂ تکاثر کی مختصر، نہایت سبق آموز اور فکر انگیز تشریح بھی کر دی ہے۔ پھر موصوف نے قرآن کریم اور صحیح احادیث کی روشنی میں جنت کے دل ربا نظاروں اور دوزخ کے ہوش ربا شعلوں کی منظر کشی بھی کی ہے اور فرمایا ہے کہ دل کی گہرائیوں سے توحید کی حقیقت پر ایمان رکھو اور سنت کے مطابق عمل کرو۔ اس طرح اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمھیں سرخرو فرمائے گا اور نہ صرف جنت مرحمت فرما دے گا بلکہ تمھیں اپنی رضا و خوشنودی کی دستاویز بھی عطا کر دے گا جس سے بڑی کسی نعمت کا کوئی تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

الحمد للہ! مجھے عبداللہ بن جاراللہ رحمہ اللہ سے براہِ راست استفادے کا شرف حاصل رہا، وہ مجھ پر بڑی شفقت فرماتے تھے۔ کیا بتاؤں اور کیونکر بتاؤں کہ وہ کتنی بڑی دینی اور علمی متاع تھے۔ ان میں ایک ایسے دردمند اور بے قرار مبلغ کی روح بولتی تھی جو ہر انسان کے فکر و عمل میں قرآن و سنت کی تعلیماتِ عالیہ کی جلوہ گری دیکھنے کا آرزومند تھا۔ وہ اس دنیا سے رخصت ہو گئے مگر میرے دل کے حجرے میں ہمیشہ مقیم رہیں گے وہ اپنے علم اور عمل کے لحاظ سے اتنے بڑے انسان تھے کہ مجھ پر ان کے شکر و سپاس کا فرض ہمیشہ واجب رہے گا موصوف کے لیے میری طرف سے سب سے بڑا ہدیۂ محبت یہی ہو سکتا ہے کہ

میں ان کی روشن کتابیں بہتر سے بہتر اسلوب میں شائع کرتا رہوں۔

یہ کتاب آپ کی خدمت میں اسی جذبے کے زیر اثر پیش کی جا رہی ہے۔ اس پیش کش میں میرا یہ یقین بھی کام کر رہا ہے کہ آپ اس کتاب کے مندرجات توجہ سے پڑھیں گے اور اپنی زندگی کا ہر لمحہ اس احساس کے ساتھ بسر کریں گے کہ وہ رب ذوالجلال مجھے دیکھ رہا ہے جسے نیند آتی ہے نہ اونگھ۔

اس کتاب کی تیاری میں عزیز گرامی حافظ عبدالعظیم اسد اور ان کے رفقائے کرام حافظ محمد ندیم، مولانا تنویر احمد اور جناب احمد کامران حفظہم اللہ نے خوب عرق ریزی کی ہے۔ کمپوزنگ ابو معصب اور ندیم کامران نے کی ہے اور جناب زاہد سلیم چودھری کے ذوق سلیم نے اسے ڈیزائننگ سے سجا دیا ہے۔ فجزاهم الله أحسن الجزاء

خادم کتاب وسنت

عبدالمالک مجاہد

مدیر: دارالسلام الریاض، لاہور

جولائی 2007ء

مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ، وَأَصْحَابِهِ ، وَأَتْبَاعِهِ إِلٰى يَوْمِ الدِّينِ ، وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا. أَمَّا بَعْدُ :

بعض دوستوں نے زور دیا کہ میں اپنی کتاب ”بهجة الناظرين فيما يصلح الدنيا والدين“ کے ان مقامات کو جداگانہ طور پر ایک مستقل کتاب کی صورت میں پیش کروں جو ایک مسلمان کی زندگی کا رخ موڑنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اس قسم کی کتاب کی ضرورت اس لیے بھی محسوس ہوئی کہ مختصر سی ضخامت کی کتاب پڑھنا اور سفر وحضر میں پاس رکھنا آسان ہوتا ہے، میں نے ان کا یہ مطالبہ تسلیم کر لیا۔ اللہ رب العزت کی ذات عالی سے امید واثق ہے کہ اس کتاب کی اشاعت سے ملت اسلامیہ کو یقیناً فیوض وفوائد حاصل ہوں گے جس کا اجر اللہ تعالیٰ مجھے بھی مرحمت فرمائے گا اور اس کے پڑھنے اور سننے والے کو اس سے فائدہ اٹھانے کی توفیق میسر آئے گی۔ اس طرح یہ کتاب میرے لیے بھی اُخروی فوز وفلاح کا ذریعہ بنے گی۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ)

وَهُوَ حَسْبُنَا وَنِعْمَ الْوَكِيلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهِ، وَأَصْحَابِهِ، وَأَتْبَاعِهِ إِلٰى يَوْمِ الدِّينِ.

مؤلف

1406/1/1ھ
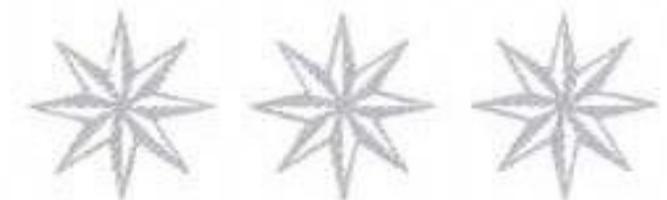
نصیحت و یاد دہانی

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ۙ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ؕ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ؕ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ؕ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۙ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ۙ ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝ ﴾

''باہم بہتات کی حرص نے تمھیں غافل کر دیا یہاں تک کہ تم قبروں میں جا پہنچے۔ ہرگز نہیں! جلد ہی تم جان لو گے، پھر ہرگز نہیں! جلد ہی تم جان لو گے۔ ہرگز نہیں! اگر تم یقینی علم کے ساتھ جان لو۔ تم ضرور دوزخ کو دیکھو گے، پھر تم اسے ضرور یقین کی آنکھ سے دیکھو گے، پھر اس دن تم سے نعمتوں کے متعلق ضرور سوال کیا جائے گا۔''[1]

اس سورت میں اللہ عزوجل نے فرمایا ہے کہ تمھیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اطاعت اور اس کے عذاب سے نجات دلانے والے اعمال کی تعمیل سے روکنے والے مہلک اسباب مال و دولت، اولاد، عددی قوت اور کثرت مال کی حرص ہی ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس بہتات کی حرص پر ڈانٹتے ہوئے فرمایا: ''ہرگز نہیں۔'' پھر فرمایا: ''ہرگز نہیں۔'' (تمھارا یہ طرز عمل تمھارے حق میں کسی صورت مفید نہیں ہوسکتا) عنقریب تمھیں اس وقت مندرجہ بالا اشیاء

[1] التکاثر 102:1-8.

کی کثرت کی حرص اور اللہ کی اطاعت سے غفلت برتنے کا انجام بد معلوم ہو جائے گا، جب تم زندگی سے مایوس ہو جاؤ گے، موت کے قدموں کی چاپ صاف سنائی دے گی۔ پریشانیاں چھا جائیں گی، حسرتیں دامن گیر ہوں گی۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں جزا وسزا کا مشاہدہ کر لو گے، مرنے اور دفن ہونے کے بعد قبر میں پیش آنے والے حالات سے بھی روشناس ہو جاؤ گے، اسی طرح حساب کتاب اور جزا وسزا کے لیے قبروں سے اٹھائے جاتے ہوئے بھی تمھیں بخوبی علم ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۚ وَمَا عَمِلَتْ مِن سُوءٍ ۚ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ أَمَدًا بَعِيدًا﴾

’’جس دن ہر شخص اپنی نیکی اور برائی اپنے سامنے موجود پائے گا تو آرزو کرے گا کہ کاش! اس کے اور اس کی برائی کے درمیان دور کا فاصلہ حائل ہوتا۔‘‘[1]

مزید ارشاد فرمایا:

﴿يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ۝ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ۝ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ ۝ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ ۝﴾

’’اس دن آدمی اپنے بھائی سے بھاگے گا اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے اور اپنی بیوی اور اپنے بیٹوں سے (بھی)۔ ان میں سے ہر شخص کا اس دن ایسا حال ہوگا جو اسے دوسروں سے بے پروا کر دے گا۔‘‘[2]

اے میری قوم! اللہ کی قسم! جب تمھیں رب العالمین کے سامنے حساب کتاب کی غرض سے ننگے پاؤں اور ننگے جسم جدا جدا لا کر کھڑا کر دیا جائے گا تو تمھاری آنکھوں سے

[1] آل عمرٰن 30:3. [2] عبس 80:34-37.

دفعتاً غفلت اور لاعلمی کے پردے ہٹ جائیں گے اور تمھیں یہ اٹل حقیقت معلوم ہو جائے گی کہ اعمال (حسنہ) کے علاوہ اور کوئی چیز تمھیں فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔

اور جس دن کچھ چہرے سفید اور کچھ سیاہ ہوں گے تو تمھیں معلوم ہو جائے گا کہ کس خوش نصیب کا چہرہ سفید اور کس بدنصیب کا چہرہ سیاہ ہے۔ اسی طرح جب لوگوں کو اعمال نامے دائیں اور بائیں ہاتھ میں پکڑائے جائیں گے تو تم پر ساری حقیقت کھل جائے گی۔ مندرجہ ذیل آیات میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے:

﴿فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ ۝ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا ۝ وَيَنقَلِبُ إِلَىٰ أَهْلِهِ مَسْرُورًا ۝﴾

’’پھر جس شخص کو اس کا اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا تو جلد ہی اس سے آسان حساب لیا جائے گا اور وہ اپنے گھر والوں کی طرف خوش خوش آئے گا۔‘‘[1]

مزید فرمایا:

﴿وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ فَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي لَمْ أُوتَ كِتَابِيَهْ ۝ وَلَمْ أَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ۝﴾

’’اور جس شخص کو اس کا اعمال نامہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا، وہ کہے گا: کاش! مجھے میرا اعمال نامہ نہ دیا جاتا اور مجھے معلوم نہ ہوتا کہ میرا حساب کیا ہے۔‘‘[2]

جب اعمال کا وزن کیا جائے گا تو اس وقت تمھیں معلوم ہو جائے گا کہ کس کی نیکیوں کا پلڑا بھاری اور کس کا ہلکا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

[1] الانشقاق 84:7-9. [2] الحاقة 69:25,26.

﴿فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُهٗ ۙ فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ ؕ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُهٗ ۙ فَاُمُّهٗ هَاوِیَةٌ ؕ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا هِیَهْ ؕ نَارٌ حَامِیَةٌ ۠﴾

''پھر جس شخص کے پلڑے بھاری ہوں گے، وہ اپنی پسند کی زندگی میں ہوگا اور جس کے پلڑے ہلکے ہوگئے تو اس کا ٹھکانہ ہاویہ (گڑھا) ہوگا اور آپ کو کیا معلوم کہ ہاویہ کیا ہے۔ وہ دہکتی ہوئی آگ ہے۔''[1]

جب اللہ عزوجل بندوں کے درمیان حق کا فیصلہ سنانے کے لیے تشریف لائیں گے اور جہنم کو ستر ہزار لگامیں ڈال کر لایا جائے گا تو تمھیں ان تمام حقائق کا علم ہوجائے گا جیسا کہ سورۂ فجر میں فرمایا:

﴿كَلَّاۤ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا ۙ وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ۚ وَجِایْٓءَ یَوْمَىِٕذٍۭ بِجَهَنَّمَ ۙ۬ یَوْمَىِٕذٍ یَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ؕ﴾

''ہرگز نہیں! جب زمین کوٹ کوٹ کر ہموار کردی جائے گی اور آپ کا پروردگار (جلوہ افروز ہوگا) اور فرشتے قطار در قطار آئیں گے اور دوزخ اس دن (سامنے) لائی جائے گی تو اس دن انسان (اپنے کرتوت) یاد کرے گا اور یہ یاد کرنا اس کے لیے کیونکر (مفید) ہوگا۔''[2]

تمھیں اس دن پتہ چل جائے گا کہ جب تم قبروں سے پیاسے اٹھائے جاؤ گے۔ اس دن جو شخص نبی ﷺ کے حوض پر آکر پانی پی لے گا، وہ اس کے بعد کبھی پیاس محسوس نہیں کرے گا۔ اور ان میں ایسے لوگ بھی ہوں گے جو نبیٔ کریم ﷺ کی سنت کی مخالفت

[1] القارعۃ 101:6-11. [2] الفجر 89:21-23.

کی وجہ سے دھتکار دیے جائیں گے۔

اور جب جہنم کی پشت پر پل صراط رکھ کر لوگوں کو اس سے گزرنے کا حکم دیا جائے گا تو تمھیں معلوم ہو جائے گا کہ کون خوش نصیب ہے جو اپنے ایمان اور عمل صالح کی بدولت اس پل صراط سے تیز رفتاری یا کم از کم سست روی سے گزر گیا اور کون بدنصیب ہے جو ایمان اور عمل صالح کے فقدان کی وجہ سے اس سے گزرتے ہوئے جہنم میں گر گیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِیًّا ۚ ثُمَّ نُنَجِّی الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِیْنَ فِیْهَا جِثِیًّا﴾

''اور تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جو جہنم پر وارد نہ ہو، یہ آپ کے رب کے ذمے حتمی اور طے شدہ بات ہے۔ پھر ہم پرہیزگاروں کو نجات دیں گے اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل گرے ہوئے چھوڑ دیں گے۔''[1]

ہاں! تمھیں عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ کون خوش قسمت اور کون بدقسمت ہے۔ کون فائدے میں اور کون گھاٹے اور نقصان میں ہے، کون خوش نصیب ہے جو جہنم سے نجات پا کر جنت میں چلا گیا اور کون بد بخت ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی وجہ سے جہنم کا مستحق ٹھہرا۔ ان تمام حقائق کا علم تمھیں اس وقت بھی ہو جائے گا جب موت کو جنت اور دوزخ کے درمیان خوبصورت دنبے کی شکل میں لا کر ذبح کر کے اعلان کر دیا جائے گا۔ ''اے اہل جنت! ہمیشہ جنت میں رہو، تمھیں کبھی موت نہیں آئے گی اور اے اہل دوزخ! ہمیشہ دوزخ میں رہو، تمھیں بھی کبھی موت نہیں آئے گی۔''

[1] مریم 19:71، 72.

لہٰذا مندرجہ بالا حقائق سے خبردار کرتے ہوئے اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿ اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ۙ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۭ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ ﴾

"باہم بہتات کی حرص نے تمھیں غافل کر دیا یہاں تک کہ تم قبروں میں جا پہنچے۔ ہرگز نہیں! جلد ہی تم جان لو گے، پھر ہرگز نہیں! جلد ہی تم جان لو گے۔"[1]

اس کے بعد فرمایا کہ اگر تمھیں کثرتِ لذائذ اور دنیاوی فائدوں کی حرص کے انجامِ بد کے بارے میں علم و یقین حاصل ہوتا تو تم ہرگز اس کی خواہش نہ کرتے۔ اس کے بعد اللہ عزوجل نے لوگوں کو اپنی آنکھوں سے جہنم دیکھنے کی وعید دیتے ہوئے فرمایا:

﴿ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۝ ﴾

"تم ضرور دوزخ کو دیکھو گے۔"[2]

پھر اسی ارشاد کو مزید مؤکد کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ۝ ﴾

"پھر تم اسے ضرور یقین کی آنکھ سے دیکھو گے۔"[3]

اسی طرح سورۂ کہف میں فرمایا:

﴿ وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا ۝ ﴾

"اور گنہگار لوگ دوزخ کو دیکھیں گے تو یقین کر لیں گے کہ بے شک وہ اس میں گرنے والے ہیں اور وہ اس سے بچنے کا کوئی راستہ نہیں پائیں گے۔"[4]

① التکاثر 102:1-4. ② التکاثر 102:5. ③ التکاثر 102:7. ④ الکہف 18:53.

جہنم کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کی وعید کا مقصد دراصل لوگوں کو غفلت سے بیدار کرنا اور ان اعمال سے روکنا ہے جو جہنم میں داخلے کا سبب ہیں اور ان اعمال کے کرنے کا حکم دینا ہے جو اس سے نجات دلانے والے ہیں۔ آخر میں فرمایا:

﴿ ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَىِٕذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝ ﴾

"پھر اس دن تم سے نعمتوں کی بابت ضرور سوال کیا جائے گا۔"[1]

یعنی اللہ عزوجل نے دنیوی زندگی میں اسلام جیسی نعمت، صحت و تندرستی، سوچنے، سمجھنے، سننے اور دیکھنے کی صلاحیت، کھانے پینے اور لباس وغیرہ کی صورت میں تم پر جو بے شمار انعامات کیے ہیں اُن کا اندازہ و احاطہ کرنا ناممکنات میں سے ہے۔ اس بارے میں خود اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ﴾

"اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو شمار نہ کر سکو گے۔"[2]

کیا تم نے ان نعمتوں کا شکر ادا کیا جس کے باعث پروردگار تم سے راضی ہو کر تمھارے لیے ان نعمتوں میں اضافہ کر دیتا؟ یا ان نعمتوں کی ناشکری کرتے ہوئے انھیں اللہ عزوجل کی نافرمانی کا ذریعہ بنا لیا تھا جس کی وجہ سے اس نے تم پر اپنا عذاب مسلط کر دیا جیسا کہ سورۂ ابراہیم میں فرمایا:

﴿ لَىِٕنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَىِٕنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ۝ ﴾

"اگر تم (ان نعمتوں پر) شکر ادا کرو گے تو یقیناً میں تمھیں مزید دوں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو بلاشبہ میرا عذاب بڑا سخت ہے۔"[3]

① التکاثر 102:8. ② ابراہیم 14:34. ③ ابراہیم 14:7.

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ أَوَّلَ مَا يُسْأَلُ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ - يَعْنِي الْعَبْدَ مِنَ النَّعِيمِ - أَنْ يُّقَالَ لَهُ: أَلَمْ نُصِحَّ لَكَ جِسْمَكَ وَنُرْوِيكَ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ»

’’قیامت کے دن بندے سے جن نعمتوں کے بارے میں سب سے پہلے سوال کیا جائے گا، وہ یہ ہیں کہ اُس سے پوچھا جائے گا: کیا ہم نے تمھیں صحیح سلامت جسم عطا نہیں کیا تھا اور کیا ہم نے تجھے ٹھنڈے پانی سے سیراب نہیں کیا تھا؟‘‘[1]

ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ، اَلصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ»

’’دو نعمتیں ایسی ہیں جن (کا شکر ادا کرنے) کے بارے میں بہت سے لوگ کوتاہی کرتے ہیں اور وہ تندرستی اور فراغت ہے۔‘‘[2]

حدیث میں ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے سورۂ تکاثر کی تلاوت کرتے ہوئے فرمایا:

«يَقُولُ ابْنُ آدَمَ: مَالِي، مَالِي، وَهَلْ لَّكَ يَا ابْنَ آدَمَ! مِنْ مَّالِكَ إِلَّا مَا أَكَلْتَ فَأَفْنَيْتَ، أَوْ لَبِسْتَ فَأَبْلَيْتَ، أَوْ تَصَدَّقْتَ فَأَمْضَيْتَ، وَمَا سِوٰى ذٰلِكَ فَهُوَ ذَاهِبٌ، وَتَارِكُهُ لِلنَّاسِ»

’’آدم علیہ السلام کا بیٹا کہتا ہے: میرا مال، میرا مال، حالانکہ اے آدم کے بیٹے! تیرے

[1] جامع الترمذي، تفسير القرآن، باب ومن سورة ﴿أَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ﴾، حديث: 3358، وصحيح ابن حبان: 365/6، حديث: 7364.

[2] صحيح البخاري، الرقاق، باب ماجاء في الصحة والفراغ ......، حديث: 6412.

مال میں سے صرف وہی تیرا ہے جو تو نے کھا کر ختم کر دیا یا پہن کر بوسیدہ کر دیا یا صدقہ کر کے آگے بھیج دیا، اس کے سوا باقی مال آدم کا بیٹا دوسرے لوگوں کے لیے چھوڑ کر اس دنیا سے رخصت ہونے والا ہے۔‘‘[1]

ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا:

«يَتْبَعُ الْمَيِّتَ ثَلَاثَةٌ: يَرْجِعُ اثْنَانِ وَيَبْقٰى مَعَهُ وَاحِدٌ، يَتْبَعُهُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَعَمَلُهُ فَيَرْجِعُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَيَبْقٰى عَمَلُهُ»

’’میت کے ساتھ (قبر تک) تین چیزیں جاتی ہیں: دو چیزیں تو واپس آجاتی ہیں جب کہ ایک چیز اسی کے ساتھ رہ جاتی ہے، یعنی گھر والے، اس کا مال اور اس کا عمل اس کے ساتھ (قبر تک) جاتے ہیں، پھر گھر والے اور اس کا مال تو واپس آجاتے ہیں جب کہ اس کا عمل اُسی کے ساتھ رہ جاتا ہے۔‘‘[2]

ایک موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ كَانَتِ الدُّنْيَا هَمَّهُ، فَرَّقَ اللهُ عَلَيْهِ أَمْرَهُ، وَجَعَلَ فَقْرَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ، وَلَمْ يَأْتِهِ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا مَا كُتِبَ لَهُ. وَمَنْ كَانَتِ الْآخِرَةُ نِيَّتَهُ، جَمَعَ اللهُ لَهُ أَمْرَهُ، وَجَعَلَ غِنَاهُ فِي قَلْبِهِ، وَأَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ»

’’جس کی بڑی فکر طلبِ دنیا ہو، اللہ تعالیٰ اس کے معاملات اس پر مختلف کر دیتا ہے اور اس کی آنکھوں میں محتاجی رکھ دیتا ہے۔ دنیا میں اسے وہی کچھ ملتا ہے جو

[1] صحيح مسلم، الزهد والرقاق، باب الدنيا سجن للمؤمن......، حديث: 2958.

[2] صحيح البخاري، الرقاق، باب سكرات الموت، حديث: 6514، و صحيح مسلم، الزهد، باب الدنيا سجن للمؤمن ......، حديث: 2959.

اس کے لیے لکھا گیا ہے۔ اور جس کی نیت آخرت طلب کرنے کی ہو، اللہ اس کے معاملات درست کر دیتا ہے اور اس کے دل میں غنا (دنیا سے بے پروائی) بھر دیتا ہے۔ اور دنیا اس کے پاس ذلیل ہو کر آتی ہے۔''①

مندرجہ بالا احادیث بیان کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ دنیا کو بالکل ترک کر دیا جائے۔ اسلام میں رہبانیت کا کوئی جواز نہیں۔ ہمارا مقصد محض یہ ہے جو کسی دانشور کے اس قول میں جھلک رہا ہے:

اِعْمَلْ لِّدُنْيَاكَ كَأَنَّكَ تَعِيشُ أَبَدًا، وَاعْمَلْ لِآخِرَتِكَ كَأَنَّكَ تَمُوتُ غَدًا

''اپنی دنیا کا کام یہ سمجھ کر کرو جیسے تمھیں یہیں رہنا ہے۔ اور آخرت کے لیے کام یہ سوچ کر کرو کہ کل ہی موت سے ہمکنار ہونا ہے۔''

مختصر یہ کہ آخرت کو بھلا کر محض دنیا ہی کو اپنی تمام تر کاوشوں کا مرکز نہیں بنا لینا چاہیے آخرت سے غافل ہو کر اسی دنیا کے روز و شب میں اُلجھ کر رہ جانا ایک مومن کی شان سے بعید ہے۔ اسلام دین فطرت ہے۔ یہ مبارک دین ہمیں ایمان کی مضبوطی اور اعمالِ صالحہ کی زندگی بسر کرنے کی تاکید فرماتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ہمیں حلال روزی کمانے کا حکم بھی دیتا ہے:

﴿وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ وَلَا تَنسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَأَحْسِن كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ﴾

''اور جو (مال) تمھیں اللہ نے عطا فرمایا ہے، اس سے آخرت کا گھر تلاش کر اور

① سنن ابن ماجه، الزهد، باب الهمّ بالدنيا، حديث:4105، و جامع الترمذي، صفة القيامة، باب أحاديث: ابتلينا بالضراء......، حديث:2465.

تو دنیا میں بھی اپنا حصہ مت بھول اور (لوگوں) سے احسان کر جیسے اللہ نے تجھ پر احسان کیا ہے۔''①

مسند احمد میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا: «أَيُّ الْكَسْبِ أَطْيَبُ» ''کون سی کمائی زیادہ پاکیزہ ہے؟'' اس سوال کے جواب میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «عَمَلُ الرَّجُلِ بِيَدِهِ، وَكُلُّ بَيْعٍ مَبْرُورٍ» ''سب سے اچھی کمائی، ہاتھ کی کمائی اور ہر حلال تجارت ہے۔''②

ایک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

«نِعْمَ الْمَالُ الصَّالِحُ لِلْمَرْءِ الصَّالِحِ يَتَّقِي فِيهِ رَبَّهُ وَيَصِلُ فِيهِ رَحِمَهُ وَيَعْلَمُ لِلّٰهِ فِيهِ حَقًّا»

''ایک صالح آدمی کے لیے بہترین مال وہ ہے جس میں وہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے کے علاوہ رشتہ داروں کے حقوق پورے کرے اور اس میں اللہ کا حق جانے۔''③

جو چیز مذموم ہے، وہ یہ ہے کہ انسان مال و ہوس کا ایسا بندہ بن جائے کہ اس کی محبت، نفرت، ناراضی اور رضا مندی اللہ کے لیے نہیں بلکہ غیر اللہ کے لیے ہو جائے جب کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

«مَنْ أَحَبَّ لِلّٰهِ، وَأَبْغَضَ لِلّٰهِ، وَأَعْطٰى لِلّٰهِ، وَمَنَعَ لِلّٰهِ، فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْإِيمَانَ»

① القصص 28:77. ② مسند أحمد:4/141.
③ مسند أحمد:4/197، و جامع الترمذي، الزهد، باب ماجاء مثل الدنيا...... ،حديث:2325.

"جس نے کسی سے صرف اللہ ہی کے لیے محبت کی اور نفرت بھی محض اللہ ہی کے لیے کی، اگر کسی کو کچھ دیا یا روکا تو محض اللہ کی رضا کے لیے تو اس نے اپنے ایمان کی تکمیل کر لی۔"[1]

اور فرمایا:

«تَعِسَ عَبْدُالدِّينَارِ، وَالدِّرْهَمِ، وَالْقَطِيفَةِ، وَالْخَمِيصَةِ، إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ، وَإِنْ لَّمْ يُعْطَ لَمْ يَرْضَ»

"درہم و دینار اور لباس کا پرستار ہلاک ہو جائے، اسے اگر دیا جائے تو راضی اور اگر نہ دیا جائے تو ناراض ہو جاتا ہے۔"[2]

مزید فرمایا:

«فَوَاللهِ! مَا الْفَقْرَ أَخْشٰى عَلَيْكُمْ، وَلٰكِنْ أَخْشٰى أَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، فَتَنَافَسُوهَا كَمَا تَنَافَسُوهَا، وَتُلْهِيَكُمْ كَمَا أَلْهَتْهُمْ» وَفِي رِوَايَةٍ: «وَتُهْلِكَكُمْ كَمَا أَهْلَكَتْهُمْ»

"اللہ کی قسم! مجھے تم پر فقر و فاقے کا کوئی اندیشہ نہیں ہے بلکہ مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ سابقہ اقوام کی طرح تم پر بھی دنیا فراخ کر دی جائے گی اور تم اس میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرو گے جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں نے کیا تھا۔ اور وہ تمھیں (اللہ کی یاد سے اور احساس آخرت سے) غافل کر دے گی جس طرح انھیں کیا

① سنن أبي داود، السنة، باب الدليل على زيادة الإيمان ونقصانه، حديث:4681، وجامع الترمذي، صفة القيامة، باب حديث: اعقلها وتوكل......، حديث:2521.

② صحيح البخاري، الرقاق، باب مايتقى من فتنة المال، حديث:6435.

تھا۔" اور ایک روایت میں ہے: "وہ تمھیں ہلاک کر دے گی جیسا کہ انھیں ہلاک کر دیا تھا۔"[1]

ایک شاعر دنیا کے بارے میں کہتا ہے:

وَمَا الْمَالُ وَالْأَهْلُونَ إِلَّا وَدَائِعُ

وَلَا بُدَّ يَوْمًا أَنْ تُرَدَّ الْوَدَائِعُ

"مال و دولت اور اہل و عیال اللہ کی امانت ہیں اور امانتیں تو ایک دن لوٹانی ہی پڑتی ہیں۔"

ایک اور شاعر کہتا ہے:

أَلَا! إِنَّمَا الْإِنْسَانُ ضَيْفٌ لِّأَهْلِهِ

يُقِيمُ قَلِيلًا عِنْدَهُمْ ثُمَّ يَرْحَلُ

"سنو! انسان اپنے اہل و عیال کے پاس مہمان ہی ہوتا ہے جو تھوڑی دیر ان کے پاس ٹھہرنے کے بعد کوچ کر جاتا ہے۔"

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

«قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَسْلَمَ وَكَانَ رِزْقُهُ كَفَافًا وَّقَنَّعَهُ اللهُ بِمَا آتَاهُ»

"جو شخص اسلام لے آیا اور اسے ضرورت کے مطابق رزق دیا گیا اور جو اللہ نے اسے دیا، اس پر اسے قناعت عطا کی ہو تو یقیناً وہ کامیاب ہو گیا۔"[2]

① صحيح البخاري، الرقاق، باب مايحذرمن زهرة الدنيا......، حديث:6425، وصحيح مسلم، الزهد، باب الدنيا سجن للمؤمن......، حديث:2961.

② صحيح مسلم، الزكاة، باب في الكفاف والقناعة، حديث:1054.

ایک شاعر کہتا ہے:

هِيَ الْقَنَاعَةُ فَالْزَمْهَا تَعِشْ مَلِكًا
لَوْ لَمْ يَكُنْ لَكَ إِلَّا رَاحَةُ الْبَدَنِ

وَانْظُرْ لِمَنْ مَلَكَ الدُّنْيَا بِأَجْمَعِهَا
هَلْ رَاحَ مِنْهَا بِغَيْرِ الْحِنَاطِ وَالْكَفَنِ

"جب تمھیں جسمانی راحت وسکون ہو تو قناعت کا دامن تھام لو، تم شاہانہ زندگی گزارو گے اور ساری دنیا پر حکومت کرنے والے کی طرف دیکھ لو، وہ خوشبو اور کفن کے علاوہ کچھ بھی ساتھ نہیں لے کر گیا۔"

اور دوسرا شاعر کہتا ہے:

إِذَا اجْتَمَعَ الْإِسْلَامُ وَالْقُوتُ لِلْفَتَى
وَكَانَ صَحِيحًا جِسْمُهُ وَهُوَ فِي أَمْنِ

فَقَدْ مَلَكَ الدُّنْيَا جَمِيعًا، وَحَازَهَا
وَحَقَّ عَلَيْهِ الشُّكْرُ لِلّٰهِ ذِي الْمَنِّ

"جب کسی نوجوان کو اسلام کی دولت، خوراک، صحت وتندرستی اور تحفظ مل جائے تو گویا وہ تمام دنیا کا مالک اور اس پر قابض ہے، لہٰذا اس پر منعم حقیقی اللہ عزوجل کا شکر ادا کرنا واجب ہے۔"

دنیا کی بے ثباتی اور ناپائیداری کے بارے میں چند ارشاداتِ ربانیہ ملاحظہ ہوں:

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ

بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝﴾

"اے لوگو! بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے، چنانچہ تمھیں دنیا کی زندگی دھوکے میں نہ ڈالے اور بہت بڑا دھوکے باز (شیطان بھی) اللہ کے بارے میں تمھیں دھوکے میں نہ ڈالے۔"[1]

نیز فرمایا:

﴿وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝﴾

"اور دنیا کی زندگی تو صرف دھوکے کا سامان ہے۔"[2]

چنانچہ فرمایا:

﴿بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۝﴾

"بلکہ تم دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو، حالانکہ آخرت بہت بہتر اور زیادہ باقی رہنے والی ہے۔"[3]

مزید فرمایا:

﴿اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا ۝﴾

"بلا شبہ یہ لوگ دنیا کو دوست رکھتے ہیں اور (قیامت کے) بھاری دن کو پس پشت چھوڑ دیتے ہیں۔"[4]

برادران اسلام! مندرجہ بالا آیات واحادیث کے پیشِ نظر ہمیں آخرت کا اہتمام کرنا چاہیے اور اس دنیوی زندگی کی تھوڑی سی مہلت کو غنیمت جان کر اعمال صالحہ کی صورت میں اس کے لیے بھرپور تیاری کر لینی چاہیے کیونکہ دنیوی زندگی محدود ہے۔ اس میں

[1] فاطر 5:35. [2] آل عمران 185:3. [3] الأعلى 17,16:87. [4] الدهر 27:76.

سانس کی گھڑیاں گنی جا چکی ہیں۔

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

عنقریب اس دار فانی کو چھوڑ کر ہمیں اس ابدی گھر کی طرف منتقل ہونا ہے، جہاں ہم سے موجودہ دنیوی زندگی کے ایک ایک لمحے کا حساب لیا جائے گا اور صرف وہی اعمال حسنہ ہمارے کام آئیں گے جو ہم نے اس دنیوی زندگی میں انجام دے کر آخرت کے لیے ذخیرہ کیے ہوں گے۔

اے بندگانِ خدا! لذتیں ختم کر دینے والی شے موت کو کثرت سے یاد کیا کرو اور اس کے لیے اعمالِ صالحہ کی پونجی تیار رکھو، اللہ کی قسم! ہم میں سے کسی کو بھی معلوم نہیں کہ اس کی زندگی کا خاتمہ صبح ہوتا ہے یا شام کو اور اس کے بعد اسے جنت کی خوشخبری ملتی ہے یا جہنم کی وعید، ہم میں سے کسی کو یہ بھی معلوم نہیں کہ جب وہ صبح کرتا ہے تو شام کا اندھیرا اور جب شام کرتا ہے تو صبح کا اجالا اُسے دیکھنا نصیب ہوگا یا نہیں۔ کتنے ہی انسان رات کو صحت و تندرستی کی حالت میں صحیح سلامت سوئے لیکن سحر ہوئی تو ان کے مرنے کی اطلاع مل گئی۔ اسی طرح بہت سے لوگ صحت و تندرستی کی حالت میں گھر سے نکلے لیکن تھوڑی دیر بعد کندھوں پر لدی ہوئی ان کی لاشیں گھروں میں پہنچ گئیں، بہت سے مسافروں کو اپنے سفر سے گھر لوٹنا نصیب نہیں ہوتا اور بے شمار نافرمانوں کا توبہ کی توفیق کے بغیر خاتمہ ہو جاتا ہے اور وہ اللہ عزوجل کے دربار میں پیٹھ پر گناہوں کا بوجھ لادے حاضر ہوتے ہیں، لہٰذا زندگی کی جتنی گھڑیاں باقی ہیں اور ہمیں موت سے پہلے جو مہلت ملی ہوئی ہے، اسے بہت غنیمت جاننا چاہیے، اس سے پہلے کہ ہم نیک عمل اور توبہ کی توفیق

سے محروم رہ جائیں اور ہمارے اور توبہ کے مابین موت حائل ہو جائے۔ ہمیں سچے دل سے تمام گناہوں سے توبہ کرنی چاہیے اور اس رب کریم کی طرف رجوع کرنا چاہیے جو توبہ کرنے والوں کو اپنی رحمت سے بے دریغ معاف فرما دیتا ہے۔ پس اے جامِ غفلت کے سرشارو اٹھو! بیدار ہو جاؤ۔ بڑھاپے سے پہلے جوانی، بیماری سے پہلے صحت، موت سے پہلے زندگی، مصروفیات سے پہلے فراغت اور محتاجی سے پہلے غنا و تونگری کو غنیمت جانو اور آخرت کی بھرپور تیاری کرو۔

اللہ کی قسم! مرنے کے بعد توبہ ہرگز قابل قبول نہ ہوگی۔ مرنے کے بعد انسان کو صرف دو ہی چیزوں، جنت یا دوزخ سے واسطہ پڑتا ہے اور جو بدنصیب دوزخ میں پہنچ کر اس کا قیدی ہو گیا تو اس (دوزخ) کے قیدی کی رہائی کا کوئی امکان نہیں۔

اے بندگانِ خدا! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ۗ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝﴾

”اور اس دن سے ڈرو جب تم اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے، پھر ہر شخص نے جو کیا ہوگا، اسے اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور کسی پر ظلم نہ ہوگا۔“[1]

اے اللہ! ہمیں اپنے پسندیدہ عمل کی توفیق عطا فرما، ہمیں اپنی نافرمانیوں سے محفوظ رکھ۔ اے اللہ! اپنا ذکر، شکر اور بہترین عبادت کرنے میں ہماری مدد فرما۔ اے اللہ! ہمارے دلوں کی اصلاح اور ان کے تمام عیوب کا ازالہ فرما۔ اے اللہ! ہمیں سیدھا راستہ سمجھا کر اپنے نفس کے شر اور برے اعمال سے محفوظ فرما۔ اے اللہ! آخرت کے دن اپنے

[1] البقرة 2:281.

عذاب سے ہمیں محفوظ فرما۔ اے اللہ! دنیا کو ہمارا منتہائے مقصود اور دوزخ کی طرف پہنچنے کا ذریعہ نہ بنا۔ اے اللہ! ہم پر، ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں پر رحم فرما کر ہمیں مغفرت کی نوید دے۔ آمین یا رب العالمین!

«رَبَّنَا! تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ. يَاحَيُّ، يَاقَيُّومُ، يَاذَاالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ، يَامَالِكَ الْمُلْكِ، يَاقَادِرًا عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ، يَامُجِيبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّ إِذَا دَعَاكَ! وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ، وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ»

✳ ✳ ✳

سورۂ تکاثر کی فضیلت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا:

«أَلَا يَسْتَطِيعُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَقْرَأَ أَلْفَ آيَةٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ؟ قَالُوا: وَمَنْ يَسْتَطِيعُ أَنْ يَقْرَأَ أَلْفَ آيَةٍ؟ قَالَ: أَمَا يَسْتَطِيعُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَقْرَأَ: ﴿أَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ﴾»

”کیا تم میں سے کوئی روزانہ ایک ہزار آیات کی تلاوت کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا؟“ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: (اے اللہ کے رسول! ﷺ) کون ہے جو روزانہ ایک ہزار آیات کی تلاوت کر سکے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی روزانہ سورۂ ﴿أَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ﴾ کی تلاوت نہیں کر سکتا؟“[1]

فانی دنیا پر فریفتہ ہونے پر انتباہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُورُ ○ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا إِنَّمَا يَدْعُو حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ ○﴾

”اے لوگو! بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے، چنانچہ تمھیں دنیا کی زندگی دھوکے میں

[1] شعب الإيمان للبيهقي، باب في تعظيم القرآن، ذكر ﴿أَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ﴾: 2/498، حديث: 2518.

نہ ڈالے اور بہت بڑا دھوکے باز (شیطان بھی) تمھیں دھوکے میں نہ ڈالے۔ بے شک شیطان تمھارا دشمن ہے، لہٰذا تم بھی اسے دشمن ہی سمجھو، وہ تو اپنے گروہ کو صرف جہنم کا ایندھن بنانے کے لیے بلاتا ہے۔'' [1]

چنانچہ فرمایا:

﴿بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى ۝﴾

''بلکہ تم دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو، حالانکہ آخرت بہت بہتر اور زیادہ پائیدار ہے۔'' [2]

مزید فرمایا:

﴿اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ۝﴾

''کیا تم آخرت (کی نعمتوں) کو چھوڑ کر دنیا کی زندگی پر خوش ہو بیٹھے ہو؟ دنیا کی زندگی کا فائدہ تو آخرت (کے مقابلے) میں بہت ہی حقیر ہے۔'' [3]

نیز فرمایا:

﴿اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ ۡ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ۝﴾

''یہ دنیا کی زندگی (چند روز) فائدہ اٹھانے کی چیز ہے اور بے شک آخرت ہی ہمیشہ رہنے کا گھر ہے۔'' [4]

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۝ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ ثُمَّ

① فاطر 35:5، 6. ② الأعلى 87:16، 17. ③ التوبة 9:38. ④ المؤمن 40:39.

كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝﴾

''باہم بہتات کی حرص نے تمھیں غافل کر دیا یہاں تک کہ تم قبروں میں جا پہنچے۔ ہرگز نہیں! جلد ہی تم جان لو گے، پھر ہرگز نہیں! جلد ہی تم جان لو گے۔'' [1]

فرمان الٰہی ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝﴾

''اے مومنو! تمھارے مال اور تمھاری اولاد تمھیں اللہ کی یاد سے غافل نہ کرنے پائے اور جو ایسا کریں گے تو یاد رہے کہ وہی لوگ خسارہ پانے والے ہیں۔'' [2]

مزید تفصیل سے فرمایا:

﴿وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝﴾

''اور تم اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرو اور اس کے فرماں بردار ہو جاؤ، اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آپڑے، پھر تمھاری مدد نہیں کی جائے گی۔ اور اس نہایت اچھی (کتاب) کی پیروی کرو جو تمھارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل کی گئی ہے، اس سے

① التكاثر 102:1-4. ② المنفقون 63:9.

پہلے کہ تم پر ناگہاں عذاب آجائے اور تمھیں خبر ہی نہ ہو۔ (ایسا نہ ہو) کہ کوئی شخص کہنے لگے: ہائے افسوس! اس تقصیر پر جو میں نے اللہ کے حق (اطاعت) میں کی اور بلا شبہ میں مذاق اڑانے والوں میں شامل رہا۔ یا یہ کہنے لگے کہ اگر اللہ مجھے ہدایت دیتا تو میں ضرور پرہیز گاروں میں ہوتا۔ یا وہ جس وقت عذاب دیکھے تو کہنے لگے: کاش کہ میرے لیے ایک بار لوٹنا ہو تو میں نیکو کاروں میں سے ہو جاؤں۔''[1]

دنیاوی زندگی کی مثال دیتے ہوئے فرمایا:

﴿وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ۝ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ۝﴾

''اور ان کے لیے دنیاوی زندگی کی مثال بیان کیجیے! (وہ ایسی ہے) جیسے پانی (مینہ) جسے ہم نے آسمان سے برسایا تو اس کے ساتھ زمین کی نباتات خوب پھلی پھولی، پھر وہ چورا چورا ہو گئی، اسے ہوائیں اڑاتی پھرتی ہیں اور اللہ تو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ یہ مال اور بیٹے تو دنیاوی زندگی کی (رونق و) زینت ہیں اور آپ کے رب کے ہاں باقی رہنے والی نیکیاں ہی ثواب میں بہتر ہیں اور اچھی امید لگانے کے اعتبار سے بھی بہتر ہیں۔''[2]

ایک اور مقام پر دنیاوی زندگی کی مثال دیتے ہوئے یوں فرمایا:

﴿اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ

[1] الزمر 39:54-58. [2] الكهف 18:45, 46.

وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ؕ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطٰمًا ؕ وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝﴾

''جان لو! بے شک دنیا کی زندگی محض کھیل، تماشا اور زینت و آرائش ہے اور آپس میں فخر و ستائش اور ایک دوسرے پر مال و اولاد میں کثرت جتانا ہے (اس کی مثال ایسی ہے) جیسے بارش کہ (اس سے پیدا شدہ) نباتات کسانوں کو بھلی لگتی ہے، پھر وہ خشک ہو جاتی ہے تو آپ اسے زرد ہوتی دیکھتے ہیں، پھر وہ چورا چورا ہو جاتی ہے۔ اور آخرت میں (کافروں کے لیے) عذاب شدید اور (مومنوں کے لیے) اللہ کی طرف سے بخشش اور خوشنودی ہے اور دنیاوی زندگی تو دھوکے کا سامان ہے۔''[1]

پھر فرمایا:

﴿وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ؕ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝﴾

''اور یہ دنیا کی زندگی تو صرف کھیل اور تماشا ہے اور بلا شبہ دار آخرت (کی زندگی) ہی اصل زندگی ہے، کاش! لوگ جانتے ہوتے۔''[2]

مزید فرمایا:

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ

[1] الحديد 57:20. [2] العنكبوت 29:64.

﴿ إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ ○﴾

"ہر جاندار موت کا ذائقہ چکھنے والا ہے، بے شک قیامت کے دن تمھیں پورے پورے اجر دیے جائیں گے، پھر جسے آگ سے دور رکھا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا تو وہ یقیناً کامیاب ہو گیا اور دنیا کی زندگی تو دھوکے ہی کا سامان ہے۔"[1]

نیز فرمایا:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا وَرَضُوا بِالْحَيَوٰةِ الدُّنْيَا وَاطْمَأَنُّوا بِهَا وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ آيَاتِنَا غَافِلُونَ ○ أُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ○﴾

"بے شک وہ لوگ جو ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے اور وہ دنیا ہی کی زندگی پر راضی اور مطمئن ہیں اور وہ لوگ جو ہماری نشانیوں سے غافل ہیں، وہی ہیں جن کا ٹھکانا دوزخ ہے، ان کے عملوں کی پاداش میں جو وہ کماتے تھے۔"[2]

یہ اور ان کے علاوہ دیگر بے شمار آیات بینات ہیں جن میں دنیا کی حقیقت بیان کر کے اس کے دھوکے اور فریب میں مبتلا ہونے کے بارے میں بنی نوع انسان کو خبردار کیا گیا ہے۔ اس کے متعلق چند احادیث ملاحظہ کیجیے: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ، أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ»

"دنیا میں اس طرح رہو جیسے کوئی اجنبی یا راہ چلتا مسافر ہو۔"[3]

[1] آل عمرٰن 3:185. [2] یونس 10:7،8.

[3] صحيح البخاري، الرقاق، باب قول النبي ﷺ: كن في الدنيا......، حديث:6416.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے:

«إِذَا أَمْسَيْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ، وَإِذَا أَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَاءَ. وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ، وَمِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ»

"جب شام ہو جائے تو صبح کا اور جب صبح ہو جائے تو شام کا انتظار نہ کرو اور تندرستی میں بیماری کے زمانے کے لیے اچھے اعمال کر لو اور موت سے پہلے زندگی ہی میں اس کی تیاری کر لو۔"[1]

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

«وَاللهِ! مَا الْفَقْرَ أَخْشَى عَلَيْكُمْ، وَلٰكِنْ أَخْشَى أَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، فَتَنَافَسُوهَا كَمَا تَنَافَسُوهَا وَتُلْهِيَكُمْ كَمَا أَلْهَتْهُمْ» وَفِي رِوَايَةٍ: «وَتُهْلِكَكُمْ كَمَا أَهْلَكَتْهُمْ»

"اللہ کی قسم! مجھے تم پر فقر و فاقہ کا اندیشہ نہیں بلکہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ پچھلی قوموں کی طرح تم پر بھی دنیا فراخ کر دی جائے گی، سو تم اس کے حصول میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرنے لگو گے جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں نے کیا تھا۔ اور وہ تمھیں (اللہ کی یاد اور آخرت سے) غافل کر دے گی جس طرح گزشتہ قوموں کو کیا تھا۔" اور ایک روایت میں ہے: "وہ تمھیں ہلاک کر دے گی جیسا کہ انھیں ہلاک کیا تھا۔"[2]

[1] صحيح البخاري، الرقاق، باب قول النبي ﷺ: كن في الدنيا......، حديث:6416.

[2] صحيح البخاري، الرقاق، باب مايحذر من زهرة الدنيا......، حديث:6425، وصحيح مسلم، الزهد، باب الدنيا سجن للمؤمن......، حديث:2961.

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«إِنَّ الدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ، وَإِنَّ اللهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيهَا، فَيَنْظُرُ كَيْفَ تَعْمَلُونَ، فَاتَّقُوا الدُّنْيَا وَاتَّقُوا النِّسَاءَ»

”بے شک دنیا میٹھی اور سرسبز و شاداب ہے، سو تمھارے اعمال دیکھنے کے لیے اللہ نے تمھیں زمین میں خلیفہ بنایا، لہٰذا دنیا اور عورتوں کے مکر و فریب سے بچو۔“[1]

دنیا کے پرستار کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا:

«تَعِسَ عَبْدُ الدِّينَارِ، وَالدِّرْهَمِ، وَالْقَطِيفَةِ، وَالْخَمِيصَةِ إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ، وَإِنْ لَّمْ يُعْطَ لَمْ يَرْضَ»

”دینار، درہم اور مخمل کا بندہ ہلاک ہو جائے! اگر اسے دیا جائے تو راضی اور اگر نہ دیا جائے تو ناراض ہو جاتا ہے۔“[2]

رسالت مآب ﷺ کا ارشاد ہے:

«مَنْ أَصْبَحَ آمِنًا فِي سِرْبِهِ مُعَافًى فِي جَسَدِهِ، عِنْدَهُ قُوتُ يَوْمِهِ، فَكَأَنَّمَا حِيزَتْ لَهُ الدُّنْيَا بِحَذَافِيرِهَا»

”جو شخص اپنے اہل و عیال میں اس حال میں صبح کرے کہ تندرست ہونے کے ساتھ اس کے پاس ایک دن کی روزی بھی ہو تو گویا کہ تمام دنیا اس کے قبضے میں دے دی گئی ہے۔“[3]

[1] صحيح مسلم، الرقاق، باب أكثر أهل الجنة الفقراء......، حديث:2742.

[2] صحيح البخاري، الرقاق، باب مايتقى من فتنة المال، حديث:6435.

[3] جامع الترمذي، الزهد، باب في الوصف من حيزت له الدنيا، حديث:2346.

مزید فرمایا:

«مَالِي وَلِلدُّنْيَا، مَا أَنَا فِي الدُّنْيَا إِلَّا كَرَاكِبٍ اسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ، ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا»

”مجھے دنیا سے کیا سروکار؟ دنیا میں میری مثال اس سوار جیسی ہے جو کسی درخت کے سائے میں تھوڑی دیر ٹھہر کر چل پڑے اور اسے چھوڑ جائے۔“[1]

آپ ﷺ نے فرمایا:

«نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ: اَلصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ»

”دو نعمتیں ایسی ہیں جن (کا شکر ادا کرنے) کے بارے میں بہت سے لوگ کوتاہی کر جاتے ہیں: (ایک) تندرستی، (دوسری) فارغ البالی (فرصت)۔“[2]

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

«اِغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ: شَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ، وَصِحَّتَكَ قَبْلَ سَقَمِكَ، وَغِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ، وَفَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ، وَحَيَاتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ»

”پانچ چیزیں پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت سمجھو: جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، تندرستی کو بیماری سے پہلے، تونگری کو فقر و فاقہ سے پہلے، فرصت کو مصروفیت سے پہلے اور زندگی کو موت سے پہلے۔“[3]

[1] جامع الترمذي، الزهد، باب حديث: ماالدنيا إلا كراكب استظل، حديث: 2377.

[2] صحيح البخاري، الرقاق، باب ماجاء في الصحة و الفراغ......، حديث: 6412.

[3] المستدرك للحاكم: الرقاق: 4/306، حديث: 7846.

اور فرمایا:

«أُنْظُرُوا إِلٰى مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْكُمْ، وَلَا تَنْظُرُوا إِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ، فَهُوَ أَجْدَرُ أَنْ لَّا تَزْدَرُوا نِعْمَةَ اللهِ عَلَيْكُمْ»

''(دنیا میں) اپنے سے نیچے شخص کو دیکھو، اپنے سے اوپر والے کو نہ دیکھو۔ یہی بات زیادہ مناسب ہے اس طرح تم اللہ کی ان نعمتوں کو جو تم پر ہیں حقیر نہیں جانو گے۔''[1]

اور فرمایا:

«اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ»

''دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے۔''[2]

اور فرمایا:

«اِزْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُحِبَّكَ اللهُ، وَازْهَدْ فِيمَا فِي أَيْدِي النَّاسِ يُحِبُّوكَ»

''دنیا سے بے رغبت ہو جاؤ گے تو اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا۔ اور جو چیزیں لوگوں کے پاس ہیں ان سے بے پروا ہو جاؤ گے تو لوگ تم سے محبت کرنے لگیں گے۔''[3]

اور فرمایا:

«أَلَا! إِنَّ الدُّنْيَا مَلْعُونَةٌ، مَلْعُونٌ مَّا فِيهَا إِلَّا ذِكْرَ اللهِ وَمَا وَالَاهُ وَ عَالِمٌ أَوْ مُتَعَلِّمٌ»

① صحيح مسلم، الزهد، باب الدنيا سجن للمؤمن......،حديث:2963.

② صحيح مسلم، الزهد، باب الدنياسجن للمؤمن......حديث:2956.

③ سنن ابن ماجه، الزهد، باب الزهد في الدنيا ، حديث:4102.

''خبردار! بے شک دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سب ملعون ہے، سوائے اللہ کے ذکر کے یا عالم اور طالب علم کے۔''[1]

اور فرمایا:

«قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَسْلَمَ، وَرُزِقَ كَفَافًا، وَقَنَّعَهُ اللهُ بِمَا آتَاهُ»

''جسے اسلام کی دولت ملنے کے ساتھ ضرورت کے مطابق رزق دیا گیا اور اس میں اللہ کی طرف سے قناعت عطا کر دی گئی تو یقیناً وہ کامیاب ہو گیا۔''[2]

اور فرمایا:

«مَنْ كَانَتِ الدُّنْيَا هَمَّهُ، فَرَّقَ اللهُ عَلَيْهِ أَمْرَهُ، وَجَعَلَ فَقْرَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ، وَلَمْ يَأْتِهِ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا مَا كُتِبَ لَهُ، وَمَنْ كَانَتِ الْآخِرَةُ نِيَّتَهُ، جَمَعَ اللهُ لَهُ أَمْرَهُ، وَجَعَلَ غِنَاهُ فِي قَلْبِهِ، وَأَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ»

''جس کی بڑی فکر طلبِ دنیا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے معاملات منتشر کر دیتا ہے، اس کی آنکھوں میں محتاجی رکھ دیتا ہے، دنیا میں اسے وہی کچھ ملتا ہے جو اس کے لیے لکھا گیا ہے اور جس کی نیت آخرت طلب کرنے کی ہو، اللہ اس کی پریشانیاں (ختم) کر دیتا ہے، اس کے معاملات درست کر دیتا ہے، اس کے دل میں غنا ڈال دیتا ہے اور دنیا اس کے پاس ذلیل ہو کر آتی ہے۔''[3]

① جامع الترمذي، الزهد، باب منه حديث: إن الدنيا ملعونة، حديث:2322.

② صحيح مسلم، الزكاة، باب في الكفاف والقناعة ، حديث:1054.

③ سنن ابن ماجه، الزهد، باب الهمّ بالدنيا، حديث:4105،و جامع الترمذي، صفة القيامة ، باب أحاديث: ابتلينا بالضراء......، حديث:2465.

اور فرمایا:

«مَنْ أَحَبَّ دُنْيَاهُ أَضَرَّ بِآخِرَتِهِ، وَمَنْ أَحَبَّ آخِرَتَهُ أَضَرَّ بِدُنْيَاهُ، فَآثِرُوا مَا يَبْقٰى عَلٰى مَا يَفْنٰى»

”جس نے دنیا سے محبت کی اس نے آخرت کو نقصان پہنچایا اور جس نے آخرت سے محبت کی اس نے دنیا کو نقصان پہنچایا، لہٰذا دائمی چیز کو عارضی چیز پر ترجیح دیا کرو۔“[1]

اور فرمایا:

«اَلدُّنْيَا دَارُ مَنْ لَّا دَارَ لَهُ، وَمَالُ مَنْ لَّا مَالَ لَهُ، وَلَهَا يَجْمَعُ مَنْ لَّا عَقْلَ لَهُ»

”دنیا اس شخص کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہ ہو اور اس شخص کا مال ہے جس کے پاس کوئی مال نہ ہو۔ اسے وہ شخص جمع کرتا ہے جس کے پاس کوئی عقل نہ ہو۔“[2]

ایک شاعر کہتا ہے:

إِنَّا لَنَفْرَحُ بِالْأَيَّامِ نَقْطَعُهَا
وَكُلُّ يَوْمٍ مَّضٰى يُدْنِي مِنَ الْأَجَلِ

فَاعْمَلْ لِنَفْسِكَ قَبْلَ الْمَوْتِ مُجْتَهِدًا
فَإِنَّمَا الرِّبْحُ وَالْخُسْرَانُ فِي الْعَمَلِ

① شعب الإيمان للبيهقي، باب في الزهد و قصر الأمل: 7/288، حديث:10337.

② شعب الإيمان للبيهقي، باب في الزهد و قصر الأمل: 7/375، حديث:10637.

”ہم جو دن گزارتے ہیں اس پر ہمیں خوشی ہوتی ہے، حالانکہ ہر گزرا ہوا دن ہمیں موت کے قریب کر رہا ہے۔“

”موت سے پہلے محنت کر کے اپنے نفس کے لیے اچھے اعمال کرنے چاہئیں کیونکہ نفع ونقصان کا تعلق عمل ہی سے ہے۔“

ایک دوسرا شاعر کہتا ہے:

هِيَ الدُّنْيَا تَقُولُ بِمِلْءِ فِيهَا
حَذَارِ، حَذَارِ مِنْ بَطْشِي وَفَتْكِي

فَلَا يَغْرُرْكُمُوا مِنِّي ابْتِسَامٌ
فَقَوْلِي مُضْحِكٌ وَالْفِعْلُ مُبْكِي

”دنیا بانگِ دہل یہ اعلان کر رہی ہے کہ میری پکڑ اور گرفت سے بچو۔“

”میری ہنسی تمھیں دھوکے میں نہ ڈالے، اس لیے کہ میری بات ہنسانے والی جبکہ میرا عمل رلانے والا ہے۔“

شیخ احمد بن علی بن حسین بن شرف رحمہ اللہ دنیا کی حقیقت کے بارے میں کہتے ہیں:

وَإِيَّاكَ وَالدُّنْيَا الدَّنِيَّةَ إِنَّهَا
هِيَ السِّحْرُ فِي تَخْيِيلِهِ وَافْتِرَائِهِ

مَتَاعُ غُرُورٍ لَّا يَدُومُ سُرُورُهَا
وَأَضْغَاثُ حُلْمٍ خَادِعٌ بِبَهَائِهِ

فَمَنْ أَكْرَمَتْ يَوْمًا أَهَانَتْ لَهُ غَدًا
وَمَنْ أَضْحَكَتْ قَدْ اٰذَنَتْ بِبُكَائِهِ

أَلَا! إِنَّهَا لِلْمَرْءِ مِنْ أَكْبَرِ الْعِدَا
وَيَحْسَبُهَا الْمَغْرُورُ مِنْ أَصْدِقَائِهِ

فَلَذَّاتُهَا مَسْمُومَةٌ وَّوُعُودُهَا
سَرَابٌ فَمَا الظَّامِيءُ تُرْوٰى مِنْ عَنَائِهِ

وَكَمْ فِي كِتَابِ اللهِ مِنْ ذِكْرِ ذَمِّهَا
وَكَمْ ذَمَّهَا الْأَخْيَارُ مِنْ أَصْفِيَائِهِ

وَمَنْ يَّكُ جَمْعُ الْمَالِ مَبْلَغَ عِلْمِهِ
فَمَا قَلْبُهُ إِلَّا مَرِيضًا بِدَائِهِ

فَدَعْهَا فَإِنَّ الزُّهْدَ فِيهَا مُحَتَّمٌ
وَإِنْ لَّمْ يَقُمْ جُلُّ الْوَرٰى بِأَدَائِهِ

وَمَنْ لَّمْ يَذَرْهَا زَاهِدًا فِي حَيَاتِهِ
سَيَزْهَدُ فِيهِ النَّاسُ بَعْدَ فَنَائِهِ

فَتَتْرُكُهُ يَوْمًا صَرِيعًا بِقَبْرِهِ
رَهِينًا أَسِيرًا آيِسًا مِّنْ وَّرَائِهِ

وَيَنْسَاهُ أَهْلُوهُ الْمُفَدّٰى لَدَيْهِمْ
وَتَكْسُوهُ ثَوْبَ الرُّخْصِ بَعْدَ غَلَائِهِ

وَيَنْتَهِبُ الْوُرَّاثُ أَمْوَالَهُ الَّتِي
عَلٰى جَمْعِهَا قَاسٰى عَظِيمَ شَقَائِهِ

وَتُسْكِنُهُ بَعْدَ الشَّوَاهِقِ حُفْرَةً
تَضِيقُ بِهِ بَعْدَ اتِّسَاعِ فَضَائِهِ

يُقِيمُ بِهَا طُولَ الزَّمَانِ وَمَا لَهُ
أَنِيسٌ سِوَى الدُّودِ يَسْعٰى فِي أَحْشَائِهِ

وَمِنْ بَعْدِ ذَا يَوْمَ الْحِسَابِ وَهَوْلُهُ
فَيُجْزٰى بِهِ الْإِنْسَانُ أَوْفٰى جَزَائِهِ

وَلَا تَنْسَ ذِكْرَ الْمَوْتِ فَالْمَوْتُ غَائِبٌ
وَلَابُدَّ يَوْمًا لِّلْفَتٰى مِنْ لِّقَائِهِ

فَخُذْ أُهْبَةً لِّلْمَوْتِ مِنْ عَمَلِ التُّقٰى
لِتَغْنَمَ وَقْتَ الْعُمْرِ قَبْلَ انْقِضَائِهِ

وَإِيَّاكَ وَالْآمَالَ فَالْعُمْرُ يَنْقَضِي
وَأَسْبَابُهَا مَحْدُودَةٌ مِّنْ وَّرَائِهِ

وَحَافِظْ عَلٰى دِينِ الْهُدٰى فَلَعَلَّهُ
يَكُونُ خِتَامُ الْعُمُرِ عِنْدَ انْتِهَائِهِ

أُصَلِّي عَلٰى طُولِ الزَّمَانِ مُسَلِّمًا
عَلٰى خَاتَمِ الرُّسُلِ الْكِرَامِ وَاٰلِهِ

"اس حقیر دنیا سے اپنے آپ کو بچاؤ کیونکہ یہ محض ایک خیال، ایک واہمہ، ایک مفروضہ اور ایک جادو ہی ہے۔"

"(دنیا) دھوکے کا سامان ہے جس کی خوشی عارضی ہوتی ہے اور خوابِ پریشاں ہے جو اپنی رعنائی سے دھوکا دینے والا ہے۔"

"یہ دنیا اگر ایک دن کسی کی عزت کرتی ہے تو کل اسی کو رسوا کرتی ہے اور جسے ہنساتی ہے معاً اس کے رونے کا اعلان بھی کر دیتی ہے۔"

"سنو! انسان کے تمام دشمنوں میں دنیا اس کی سب سے بڑی دشمن ہے جبکہ فریب خوردہ اسے اپنا دوست ہی سمجھتا ہے۔"

"دُنیا کی لذتیں زہر اور اس کے وعدے سراب کی طرح ہیں، کوئی پیاسا اس کی مشقتوں کے باوجود سیراب نہیں ہوتا۔"

"کتاب اللہ میں بے شمار مقامات پر اس کی مذمت کی گئی، اسی طرح اس کے خالص دوستوں نے بھی اس کی بہت مذمت کی ہے۔"

"جس نے اپنے علم کی حد تک مال جمع کیا تو اس کا دل اس کے روگ میں بیمار ہے۔"

"لہٰذا اسے چھوڑ دو کیونکہ دنیا سے کنارہ کشی ضروری ہے۔ ہر چند بہت سے لوگ

اس (نصیحت) پر عمل نہیں کرتے۔"

"جو شخص زندگی میں اس سے بے رغبتی کرتے ہوئے اسے نہیں چھوڑتا، اسے آگاہ رہنا چاہیے کہ عنقریب اس کے مرنے کے بعد لوگ اس سے کنارہ کش ہو جائیں گے۔"

"اور دنیا ایک دن اُسے قیدی بنا کر اس حال میں قبر میں بے بس کر کے چھوڑ دے گی کہ وہ اپنے پیچھے رہ جانے والے لوگوں سے مایوس اور ناامید ہوگا۔"

"اس کے افرادِ خانہ اسے بھول جائیں گے جو زندگی میں اس پر جان فدا کرتے تھے، پھر قیمتی کپڑوں کے بعد اسے سستے کپڑے پہنا دیے جائیں گے۔"

"اور ورثاء اس کے اُس مال پر جھپٹیں گے جسے جمع کرنے میں بدحال ہو کر اس نے بڑی تکلیف اٹھائی تھی۔"

"اور رونے دھونے اور چیخ پکار کے بعد اسے ایسے گڑھے میں دبا آئیں گے جو اپنی فضا میں وسعت کے باوجود اس پر تنگ ہو جائے گا۔"

"وہ اس گڑھے میں طویل عرصے تک مقیم رہے گا اور وہاں اس (گڑھے) کے اندر دوڑنے والے کیڑوں کے سوا کوئی اس کا دوست نہیں ہوگا۔"

"موت نگاہوں سے اوجھل ہے، اس وجہ سے اس کے ذکر سے کبھی غافل نہ ہونا کیونکہ ہر نوجوان کو ایک دن اس سے ضرور ملنا ہے۔"

"پس ضروری ہے کہ تقویٰ اختیار کر کے موت کے لیے تیاری کر لو اور زندگی کو ختم ہونے سے پہلے بہت غنیمت سمجھو۔"

"امیدوں اور آرزوؤں سے بچو! اس لیے کہ زندگی ختم ہو جانے والی ہے اور زندگی کے بعد ان کے اسباب محدود (ختم) ہو کر رہ جائیں گے۔"

''اور دین ہدایت کی حفاظت کرو۔ شاید یہی دین مرتے وقت تمھاری زندگی کی مہر ہو جائے، یعنی تمھارا خاتمہ ایمان پر ہو جائے۔''

''میں خاتم النبیین ﷺ اور ان کی آل پر طویل عرصے تک درود و سلام پڑھتا رہوں گا۔''[1]

اب آخر میں دنیا اور آخرت کی حقیقت کے بارے میں مزید چند آیات ملاحظہ کیجیے!

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِي وَالِدٌ عَن وَلَدِهِ وَلَا مَوْلُودٌ هُوَ جَازٍ عَن وَالِدِهِ شَيْئًا ۚ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ ۖ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُم بِاللَّهِ الْغَرُورُ ۝﴾

''اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو اور اس دن سے ڈرو جب کوئی باپ اپنی اولاد کے کچھ کام نہ آئے گا اور نہ اولاد اپنے باپ کے کچھ کام آئے گی، بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے، لہٰذا دنیاوی زندگی تم کو دھوکے میں نہ ڈالے اور کوئی دھوکہ دینے والا (شیطان) تمھیں اللہ کے متعلق دھوکے میں نہ ڈالے۔''[2]

اور فرمایا:

﴿وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ ۖ ثُمَّ تُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝﴾

''اور اس دن سے ڈرو! جب تم اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے، پھر ہر شخص نے جو کچھ کیا ہوگا، اسے اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور کسی پر ظلم نہ ہوگا۔''[3]

① دیوان ابن شرف، ص:33,32. ② لقمان 31:33. ③ البقرة 2:281.

مزید فرمایا:

﴿وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۙ لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ۚ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ۝﴾

''اور (اے نبی ﷺ!) ان چیزوں کی طرف آپ نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھیں جو چیزیں دنیاوی زندگی کی آرائش کے لیے ہم نے ان میں سے مختلف قسم کے لوگوں کو دے رکھی ہیں تاکہ ہم انھیں ان کے ذریعے سے آزمائیں اور آپ کے رب کا رزق بہت بہتر اور بہت باقی رہنے والا ہے۔''[1]

ایک شاعر کہتا ہے:

إِذَا اجْتَمَعَ الْإِسْلَامُ وَالْقُوتُ لِلْفَتَى
وَكَانَ صَحِيحًا جِسْمُهُ وَهُوَ فِي أَمْنِ

فَقَدْ مَلَكَ الدُّنْيَا جَمِيعًا وَّحَازَهَا
وَحَقَّ عَلَيْهِ الشُّكْرُ لِلّٰهِ ذِي الْمَنِّ

''جب کسی نوجوان کو اسلام کی دولت، روزی، صحت و تندرستی اور تحفظ مل جائے تو گویا وہ تمام دنیا کا مالک اور اس پر قابض ہے، لہٰذا اس پر منعم حقیقی اللہ عزوجل کا شکر ادا کرنا واجب ہے۔''

چنانچہ تمام تعریفیں اور شکر و سپاس اور زمین سے آسمان تک کے خلاؤں کی وسعتوں سے بھی زیادہ حمد و ثنا اللہ رب العزت ہی کے لیے ہے۔

① طٰهٰ 20:131.

موت کے بعد کیا ہوگا؟

جب کسی انسان کا وقتِ مقررہ آ پہنچتا ہے اور ماتھے پر نزع کا پسینہ نمودار ہوتا ہے تو اسے اس دارِفانی سے دارِبقا کی طرف لے جانے کے لیے پروردگار کی طرف سے فرستادہ فرشتے حدِ نگاہ تک اس کے پاس بیٹھ جاتے ہیں۔ اگر اس کی روح طیب و پاکیزہ ہوتی ہے تو روح قبض کرنے پر مامور فرشتہ اس کے قریب آ جاتا ہے اور اس کی روح کو مخاطب کر کے کہتا ہے: اے پاک و صاف جسم میں رہنے والی پاک و صاف روح! جسم چھوڑ کر باہر نکل آ، تجھے راحت، خوشبو اور اپنے پروردگار کی رضامندی مبارک ہو، چنانچہ وہ جسم سے علیحدہ ہو کر اس طرح باہر نکل آتی ہے جیسے مشکیزے کے منہ سے پانی کا قطرہ نکلتا ہے۔ جب فرشتہ اسے قبض کر لیتا ہے تو ادھر ادھر بیٹھے ہوئے فرشتے آنکھ جھپکنے سے پہلے ہی اس کے ہاتھ سے اسے جھپٹ لیتے ہیں اور جنت سے لایا ہوا حنوط (خوشبو) لگانے اور جنتی کفن پہنانے کے بعد اس کے لیے تعریفی کلمات کہتے ہیں۔ اس حنوط اور کفن کی وجہ سے اس روح سے ایسی خوشبو نکلتی ہے کہ روئے زمین پر پائی جانے والی بہترین کستوری کی خوشبو بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ تعریفی کلمات کہنے کے بعد پہلی پیشی کے لیے اسے سب سے جلد حساب لینے والے (اللہ عزوجل) کی خدمت میں لے جایا جاتا ہے۔ آسمانِ دنیا پر پہنچ کر اس کے لیے اجازت طلب کی جاتی ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور فرشتے اس کے لیے رحمت کی دعائیں مانگتے ہیں اور اس سے ملاقات

کرتے ہیں۔ ملاقات کے بعد وہاں کے مقرب فرشتے اُسے دوسرے آسمان کی طرف رخصت کر دیتے ہیں۔ دوسرے آسمان پر بھی اس کے ساتھ یہی معاملہ پیش آتا ہے، پھر تیسرے اور چوتھے آسمان سے گزرتے ہوئے اُسے اُس آسمان تک پہنچا دیا جاتا ہے جہاں اللہ عزوجل کی ذات جلوہ گر ہوتی ہے، چنانچہ وہ اللہ عزوجل کو اس کی ربوبیت کے اقرار پر مشتمل سلام «اَللّٰھُمَّ! أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ يَاذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ» کر کے آداب بجا لاتی ہے، پھر اگر اللہ چاہے تو اُسے سجدہ کرنے کی اجازت مل جاتی ہے۔ اس کے بعد اسے جنت میں جانے کا دستخط شدہ پروانہ دے کر اللہ عزوجل کی طرف سے فرشتوں کو حکم ملتا ہے: میرے اس بندے کے اعمال علیین میں لکھ کر اسے زمین کی طرف لوٹا دو کیونکہ میں نے اِسی سے اسے پیدا کیا اور اسی میں اسے لوٹاؤں گا اور ایک مرتبہ پھر (قیامت کے دن) اسی میں سے اسے اُٹھاؤں گا۔

حکم ملتے ہی فرشتے اس کی روح زمین کی طرف لوٹا دیتے ہیں۔ زمین پر پہنچنے کے بعد وہ غسل اور تجہیز و تکفین کے وقت حاضر ہوتی ہے اور کہتی ہے: مجھے آگے لے جاؤ، مجھے آگے لے جاؤ۔ جب اسے لحد میں اتار دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی اسے چھوڑ کر گھروں کو جانے لگتے ہیں تو وہ جسم میں دوبارہ داخل ہو جاتی ہے حتی کہ وہ مردہ (انسان) زمین پر ان لوگوں کے جوتوں کی آواز بھی سنتا ہے، پھر دو فرشتے آتے ہیں، اسے اُٹھا کر بٹھا دیتے ہیں اور اس سے سوال کرتے ہیں: تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ وہ کہتا ہے: میرا رب اللہ ہے، میرا دین اسلام ہے اور میرے نبی محمد ﷺ ہیں۔ اس کا جواب سن کر فرشتے اس کی تصدیق کرتے ہیں اور اسے یہ بشارت سناتے ہیں کہ اسی عقیدے پر قائم رہ کر تم نے زندگی گزاری اور اسی عقیدے پر قائم رہتے ہوئے تم نے

موت کو گلے لگایا اب اسی عقیدے پر تمھیں دوبارہ اٹھایا جائے گا۔

یہ بشارت ملتے ہی اس کے لیے قبر تاحدِ نگاہ کشادہ کر دی جاتی ہے، بہترین سبز بستر بچھا دیا جاتا ہے اور خوشبو میں بسا ہوا ایک خُوبُرو نوجوان اس کے پاس بھیج دیا جاتا ہے جو اس کے پاس پہنچتے ہی کہتا ہے: میں تمھیں ایسی خوشخبری سنانے آیا ہوں جس سے تم نہال ہو جاؤ گے، وہ پوچھے گا: تم کون ہو؟ مجھے تمھارے چہرے پر خیر ہی خیر دکھائی دیتی ہے۔ وہ جواب دے گا: میں تیرا نیک عمل ہوں، پھر دوزخ کی طرف سے کھڑکی کھولی جاتی ہے اور اس سے کہا جاتا ہے: اس عذاب کو دیکھ لو! جس سے اللہ عزوجل نے تمھیں رہائی دے دی، پھر جنت کی طرف سے ایک کھڑکی کھول کر اسے کہا جاتا ہے: اب یہ نعمتیں اور آسائشیں بھی ملاحظہ کر لو جو اللہ عزوجل نے تمھارے لیے تیار کی ہیں۔

جہاں تک ایک فاسق و فاجر شخص کا معاملہ ہے تو وہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ سیاہ رو فرشتے آتے ہیں، دوزخ کا کفن اور حنوط لے کر اس کے پاس تاحدِ نگاہ بیٹھ جاتے ہیں، پھر روح قبض کرنے پر مامور فرشتہ اس کے قریب آتا ہے اور اس کی روح کو مخاطب کر کے کہتا ہے: اے خبیث جسم میں رہنے والی خبیث روح! باہر نکل اور کھولتے ہوئے پانی، پیپ اور اسی طرح کے بہت سے عذابوں کی خبر سن! یہ کہتے ہی فرشتہ اڑ کر اس کے جسم میں داخل ہوتا ہے اور اس کے جسم کی گہرائیوں سے روح کھینچ کر اس طرح باہر نکال لاتا ہے جس طرح بھیگی روئی میں پیوست کانٹوں کو کھینچ کر نکالا جاتا ہے۔ اس عمل میں اُس کی رگیں اور پٹھے چور چور ہو جاتے ہیں۔ روح قبض کرنے کے بعد باقی فرشتے آنکھ جھپکنے تک بھی اسے اس کے ہاتھ میں نہیں رہنے دیتے۔

اس سے ایسی بدبو نکلتی ہے جس طرح زمین پر بدبودار مردار سے نکلتی ہے، پھر اسے جہنم

سے لائے ہوئے حنوط لگا کر اس حال میں جہنم کا کفن پہنا دیا جاتا ہے کہ سارے فرشتے اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔ کفن پہنانے کے بعد آسمانِ دنیا پر پہنچا کر اس کے لیے آسمان کے دروازے کھولنے کی درخواست کی جاتی ہے لیکن بجائے دروازے کھلنے کے پروردگارِ عالم کی طرف سے آواز آتی ہے کہ اس کے اعمال سجین میں لکھ کر اسے واپس زمین کی طرف لے جاؤ! چنانچہ تعمیلِ حکم میں فرشتے اُسے زمین کی طرف پھینک دیتے ہیں اور وہ تجہیز و تکفین کے تمام مراحل کا مشاہدہ کرتی ہے۔ ان مراحل کی تکمیل کے بعد جب لاش چارپائی پر رکھ دی جاتی ہے اور تدفین کے لیے لوگ اسے اٹھا کر چل پڑتے ہیں تو وہ کہتی ہے: ہائے افسوس! مجھے کہاں لیے جاتے ہو؟ جب جسم لحد میں اتار دیا جاتا ہے تو روح جسم میں واپس آ جاتی ہے، پھر دو فرشتے آتے ہیں۔ اس سے اس کے رب، دین اور نبی ﷺ کے متعلق سوال کرتے ہیں، وہ اٹک اٹک کر کہتا ہے: مجھے کوئی علم نہیں، فرشتے کہتے ہیں: نہ تو نے جانا، نہ پڑھا۔ یہ کہتے ہی وہ اُسے ایسی ضرب لگاتے ہیں کہ وہ تڑپ کر چیخ اُٹھتا ہے۔ اس کے چیخنے کی آواز جن وانس کے علاوہ کائنات کی ہر شے سنتی ہے۔ پھر اس پر قبر اتنی تنگ کر دی جاتی ہے کہ اس کی پسلیاں آپس میں پیوست ہو جاتی ہیں، پھر اس کے لیے آگ کا بستر بچھا کر جنت کی طرف ایک کھڑکی کھول کر اس سے کہا جاتا ہے کہ وہ نعمتیں اور آرائشیں ایک نظر دیکھ لو جن سے اللہ عزوجل نے تمھیں محروم کر دیا ہے، پھر جہنم کی طرف ایک کھڑکی کھول کر اسے کہا جاتا ہے کہ اب جہنم میں اپنا ٹھکانہ دیکھ لو۔ دونوں کا نظارہ کرنے کے بعد ایک اندھا، بہرا اور گونگا آدمی اس پر مسلط کر دیا جاتا ہے۔ وہ پوچھتا ہے: تم کون ہو؟ تمھارے چہرے سے مجھے شر ہی شر دکھائی دیتا ہے۔ وہ کہے گا: میں تیرا بُرا عمل ہوں۔

حاصلِ کلام یہ ہے کہ مومن کو عالم برزخ میں اس کے اعمال کے مطابق سہولتیں اور آرام میسر ہوگا جبکہ فاسق و فاجر کے جسم کے ہر عضو کو اس کے گناہ کے مطابق عذاب دیا جائے گا۔ لوگوں کی آبرو ریزی اور غیبت کرنے والوں کے ہونٹ آگ کی بنی ہوئی قینچیوں سے کاٹے جائیں گے۔ یتیموں کا مال ہڑپ کرنے والوں کے پیٹوں میں آگ دہکائی جائے گی۔ سودخوروں کے منہ میں پتھر ڈالے جائیں گے اور وہ خون کی نہروں میں اس طرح تیریں گے جس طرح اس ناپاک کمائی میں تیرتے تھے۔ فرض نماز سے غفلت برت کر سو جانے والوں کے سر چٹانوں سے کُچلے جائیں گے۔ جھوٹ بولنے والوں کے منہ کے کناروں، ناک کے نتھنوں اور آنکھوں میں لوہے کے کنڈے ڈال کر گدّی تک چیرے جائیں گے۔

زانیہ عورتوں کو ان کے پستانوں سے لٹکایا جائے گا، زانی مردوں اور عورتوں کو بھڑکتے ہوئے تنور میں ڈال کر ان کی شرمگاہوں کو عذاب دیا جائے گا۔ لہو ولعب اور بے کار زندگی بسر کرنے والوں کے جسم پر مختلف قسم کے ہموم وغموم اور نفسیاتی آلام مسلط کر دیے جائیں گے۔ کیڑے اس کے گوشت کا جو حشر کریں گے، وہی حشر آلام، یعنی مصائب و تکالیف اس کے جسم کا کریں گے یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہے گا حتی کہ اللہ عزوجل اس دنیا کی بساط لپیٹنے اور اس کی مدت ختم ہونے کا اعلان فرما دیں گے۔ دنیا کی بساط لپیٹے جانے کے بعد مسلسل چالیس دن تک زمین پر مَردوں کے مادۂ منویہ کی طرح گاڑھی اور سفید بارش برسائی جائے گی تو انسان اپنی قبروں سے اس طرح نکلیں گے جس طرح درخت اور گھاس اُگتی ہے۔ اس کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ اسرافیل کو تیسری مرتبہ صور پھونکنے کا حکم دیں گے۔ اس سے پہلے نفخۂ موت ہے اور اس سے پہلے نفخۂ فزع (گھبراہٹ) ہے۔ اس سے

زمین پھٹ جائے گی اور مومن یہ کہتا ہوا قبر سے اُٹھے گا:

«اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ»

''تمام تعریفیں اس ذات کے لیے ہیں جس نے مارنے کے بعد ہمیں دوبارہ زندہ کیا اور اسی کی طرف ہمیں لوٹ کر جانا ہے۔''

جبکہ کافر کہے گا:

﴿يَٰوَيْلَنَا مَنۢ بَعَثَنَا مِن مَّرْقَدِنَا ۜ هَٰذَا مَا وَعَدَ ٱلرَّحْمَٰنُ وَصَدَقَ ٱلْمُرْسَلُونَ ۝﴾

''ہائے ہماری بربادی! کس نے ہمیں ہماری خوابگاہوں سے اٹھا دیا؟ یہی تو ہے جو رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور رسولوں نے سچ کہا تھا۔''[1]

زندہ ہو کر اٹھنے کے بعد سب لوگوں کو ننگے جسم، ننگے پاؤں اور بغیر ختنے کے محشر کی طرف اس حال میں ہانکا جائے گا کہ ہر آدمی کے ساتھ ایک ہانکنے والا اور اس پر گواہی دینے والا گواہ ہوگا۔ کچھ لوگ خوشی خوشی، ہنستے مسکراتے اور کچھ ناکام و نامراد اور اپنی ناکامی پر روتے ہوں گے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ۝ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ۝ وَوُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ۝ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ۝﴾

''اس دن کئی چہرے چمکتے ہوں گے، ہنستے مسکراتے، ہشاش بشاش۔ اور کئی چہروں پر اس دن خاک اڑ رہی ہوگی اور سیاہی چھائی ہوگی۔''[2]

جب تمام لوگ محشر میں جمع ہو جائیں گے تو آسمان پھٹ جائے گا، ستارے جھڑ جائیں

---

[1] یٰسٓ 52:36.

[2] عبس 80:38-41.

گے اور فرشتے اتر کر لوگوں کا احاطہ کرلیں گے، اس کے بعد دوسرے آسمان کے فرشتے اتر کر آسمانِ دنیا کے فرشتوں کا احاطہ کریں گے، پھر اسی طرح تمام آسمانوں کے فرشتے اتر آئیں گے۔ ابھی لوگ اسی کشمکش میں ہوں گے کہ اچانک رب العالمین فیصلے کرنے کے لیے جلوہ افروز ہوں گے۔ ان کے نور سے زمین جگمگا اٹھے گی اور مجرم، مومنوں سے الگ ہو جائیں گے۔ میزان قائم کر دی جائے گی۔ نیکیوں اور برائیوں کے رجسٹر پیش کر دیے جائیں گے اور گواہوں کو حاضر کیا جائے گا۔ اس دن انسان کے ہاتھ، پاؤں اور زبان حتی کہ اس کی کھال بھی اس کے خلاف گواہی دے گی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سامنے جسم کے تمام اعضاء ایک دوسرے کو موردِ الزام ٹھہرائیں گے حتی کہ جسم اور روح کا بھی آپس میں مباحثہ ہوگا۔ جسم کہے گا: میں تو بے جان تھا، مجھ میں نہ سمجھنے کی صلاحیت تھی، نہ کچھ دیکھنے اور سننے کی جبکہ تو عقل مند، دانا اور بینا تھی یہ تو ہی ہے جس نے مجھ سے حسبِ منشا غلط کام کروائے تھے، لہٰذا سزا تجھے ملنی چاہیے۔ روح کہے گی: گناہوں کا ارتکاب تم سے ہوا تھا، لہٰذا سزا کے مستحق تم ہو، میں نہیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان دونوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے لیے ایک فرشتہ بھیج دیں گے۔ فرشتہ آکر کہے گا: تم دونوں کی مثال ایک اپاہج بینا اور تندرست اندھے جیسی ہے۔ وہ دونوں کسی باغ میں گئے۔ اپاہج نے کہا: مجھے پھل تو نظر آتے ہیں لیکن اٹھ کر انھیں توڑ نہیں سکتا۔ اندھے نے کہا: میں اٹھ کر انھیں توڑ سکتا ہوں لیکن مجھے کچھ نظر نہیں آتا۔ اپاہج نے کہا: مجھے کندھوں پر بٹھاؤ تاکہ پھل تک پہنچ کر انھیں توڑ سکوں۔ یوں ملی بھگت سے انھوں نے باغ سے چوری کرتے ہوئے پھل توڑ لیے۔ اب تم بتاؤ کہ ان دونوں میں سزا کس کو دی جائے؟ وہ (جسم اور روح) کہیں گے: دونوں کو، فرشتہ کہے گا: بعینہٖ اسی طرح تم

دونوں مجرم ہو اور دونوں ہی کو سزا دی جائے گی۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان ایسا فیصلہ فرمائیں گے جس کی تعریف تمام زمین وآسمان والے نیک وبد اور مومن وکافر کریں گے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ﴾

''اور ہر جان کو اس کے کیے کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔''[1]

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝﴾

''تو جس نے ذرہ بھر بھلائی کی ہوگی، وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ بھر برائی کی ہوگی، وہ بھی اسے دیکھ لے گا۔''[2]

اس کے بعد ایک منادی آواز دے گا: ہر گروہ اسی کے پیچھے چل کر روانہ ہو جس کی وہ دنیا میں عبادت کیا کرتا تھا، چنانچہ بت پرست اپنے بتوں کے ساتھ، اہل صلیب اپنی صلیب کے ساتھ اور مشرکین اپنے معبودوں کے ساتھ روانہ ہو جائیں گے۔ کسی میں اپنے معبود سے پیچھے رہ جانے کی استطاعت نہیں ہوگی، پھر وہ جہنم میں جا گریں گے۔

میدان حشر میں صرف موحدین رہ جائیں گے۔ ان سے پوچھا جائے گا: جدھر باقی لوگ گئے ہیں ادھر تم کیوں نہیں جاتے؟ وہ جواب دیں گے: ان لوگوں سے تو ہم دنیا میں بھی اس وقت علیحدہ ہو گئے تھے جب ہمیں ان کی شدید ضرورت تھی۔ اب ہمیں اپنے پروردگار کا انتظار ہے۔ اُن سے پوچھا جائے گا: تمھیں اپنے پروردگار کی کوئی نشانی معلوم

[1] النحل 16:111. [2] الزلزال 99:7، 8.

ہے: وہ کہیں گے: ہاں! ہمارے پروردگار کی تو کوئی نظیر ہی نہیں ہے۔ اس مرحلے پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کے سامنے ایسی صورت میں تجلی فرمائیں گے جس سے وہ نا آشنا ہوں گے اور فرمائیں گے: میں تمھارا رب ہوں، وہ کہیں گے: ہم تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں، ہم تو اسی جگہ کھڑے رہیں گے یہاں تک کہ ہمارا پروردگار آ جائے۔ جب وہ آئے گا تو ہم پہچان لیں گے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ دوبارہ اسی صورت میں ہنستے ہوئے ان کے سامنے تجلی فرمائیں گے جس سے وہ بخوبی آشنا ہوں گے اور فرمائیں گے: ''میں تمھارا رب ہوں۔'' وہ اللہ کی ربوبیت کا اقرار کر کے فوراً سجدے میں گر پڑیں گے، سبھی لوگ سجدہ کریں گے لیکن جس نے دنیا میں نماز نہیں پڑھی ہوگی یا صرف دکھاوے کے لیے پڑھی ہو گی، اسے سجدہ کرنے کی توفیق نہیں ملے گی۔

پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ انھیں میدان محشر سے چلنے کا حکم دے دیں گے۔ حکم کی تعمیل میں چلتے چلتے وہ جہنم کے کنارے پہنچ جائیں گے، وہاں ایک پل بنا ہوگا جو تاریک اور نہایت چکنا ہوگا...... اسے نورِ ایمان کے بغیر عبور کرنا کسی کے بس کی بات نہ ہوگی۔ اسے عبور کرنے کے لیے ہر شخص کو اس کے ایمان واخلاص اور اعمال حسنہ کے مطابق نور عطا کر دیا جائے گا، چنانچہ کسی کے حصے میں سورج، ستاروں اور کسی کے حصے میں چراغ کی مانند چمکتا ہوا نور آئے گا۔ پل کے دونوں کناروں پر امانت اور صلہ رحمی کو متعین کر دیا جائے گا جو خائن اور قطع رحمی کرنے والوں کو پل عبور کرنے سے روکیں گے۔ پل عبور کرنے کے دوران ہر شخص کی کیفیت مختلف ہوگی جس نے دنیا کی زندگی میں صراط مستقیم پر چلنے میں زیادہ استقامت کا مظاہرہ کیا ہوگا، اس کی رفتار نسبتاً تیز ہوگی۔ بعض لوگ ایسے ہوں گے جو بجلی کی چمک کی طرح اسے عبور کر لیں گے، بعض کی رفتار ہوا کی طرح، بعض کی پرندے

اور بعض کی گھوڑے کی طرح ہوگی اور کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو اسے دوڑتے ہوئے عبور کریں گے جبکہ کچھ پیدل چلنے والے کی رفتار سے اور کچھ رینگتے ہوئے عبور کریں گے۔

اس پل کے دونوں جانب لوہے کے آنکڑے نصب کر دیے جائیں گے جن کی موٹائی کا صحیح علم اللہ عزوجل ہی کو ہے یہ ہر اس شخص کے پل عبور کرنے میں اسی قدر رکاوٹ بنیں گے جس قدر اللہ کی عبادت واطاعت بجا لانے سے دنیا نے انھیں روکا ہوگا، چنانچہ کچھ خوش قسمت لوگ تو صحیح سلامت اور کچھ آنکڑوں سے زخمی ہو کر پل عبور کر ہی جائیں گے جبکہ کچھ بدقسمت لوگ ان کے شکنجے میں پھنس کر جہنم میں گر جائیں گے۔ منافقین کو اگرچہ ان کے ظاہری اسلام کی وجہ سے نور عطا کیا جائے گا مگر پل عبور کرتے ہوئے وہ نور عین اس وقت بجھ جائے گا جبکہ انھیں اس کی شدید ضرورت ہوگی، لہٰذا وہ مومنوں کو مخاطب کر کے پکاریں گے:

﴿ انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ﴾

''ہمارا انتظار کرو تاکہ ہم بھی تمھارے نور سے کچھ روشنی حاصل کر لیں۔''

مومن اور فرشتے جواب دیں گے: ﴿ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ﴾ ''پیچھے لوٹ جاؤ اور نور تلاش کرو۔''[1] اس آیت کریمہ میں مفسرین نے ﴿ وَرَآءَكُمْ ﴾ کے دو معنی بیان کیے ہیں:

① دنیا کی طرف لوٹ جاؤ اور مومنین کی طرح ایمان کا نور حاصل کر کے آؤ۔

② دوسرے معنی یہ ہیں کہ پیچھے جہاں انوار تقسیم ہوتے ہیں۔ وہاں سے نور حاصل کر لو، اس کے ذریعے سے تم اس پل کو عبور کرنا۔

① الحدید 57:13.

اس گفتگو کے بعد اہل ایمان اور ان (منافقین) کے درمیان ایک دیوار کھڑی کر دی جائے گی جس میں ایک دروازہ ہوگا جس کے اندرونی جانب مومنوں کے لیے رحمت اور بیرونی طرف منافقین کے لیے عذاب ہوگا جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ۚ قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ؕ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ؕ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ؕ يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ○ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ؕ هِيَ مَوْلٰىكُمْ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ○﴾

”اس دن منافق عورتیں اور مرد، مومنوں سے کہیں گے کہ تم ہمارا انتظار کرو تا کہ ہم بھی تمھارے نور سے کچھ روشنی حاصل کر لیں تو ان سے کہا جائے گا کہ اپنے پیچھے کی طرف لوٹ جاؤ، پھر نور تلاش کرو۔ پھر ان کے درمیان ایک دیوار کھڑی کر دی جائے گی جس کا ایک دروازہ ہوگا، اس کے اندرونی جانب رحمت اور بیرونی جانب عذاب ہوگا۔ وہ (منافق) ان مومنوں سے کہیں گے: کیا ہم دنیا میں تمھارے ساتھ نہ تھے؟ وہ کہیں گے: کیوں نہیں! لیکن تم نے خود اپنے آپ کو فتنے میں ڈالا اور (ہمارے حق میں حوادث کے) منتظر رہے، تم نے شک کیا اور تمھیں خواہشوں نے دھوکا دیا یہاں تک کہ اللہ کا حکم آ پہنچا اور تمھیں دغا باز (شیطان) نے اللہ کے بارے میں دھوکا دیا، لہٰذا آج تم سے اور کافروں سے

فدیہ نہیں لیا جائے گا، تم سب کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ وہی تمھارے لائق ہے اور وہ لوٹنے کی بہت بری جگہ ہے۔“[1]

جب مومن پل صراط عبور کر کے دوزخ سے نجات پا جائیں گے تو جنت اور دوزخ کے درمیان ایک اور پل پر روک کر دنیوی زندگی کے دوران آپس میں ایک دوسرے پر کیے گئے ان کے باہمی مظالم کا بدلہ دلوایا جائے گا حتی کہ جب ان کی مکمل اصلاح اور تطہیر ہو جائے گی تبھی انھیں جنت میں داخلے کا پروانہ دیا جائے گا۔

جب اہل جنت کو جنت میں اور اہل جہنم کو دوزخ میں داخلہ اور ٹھہراؤ حاصل ہو جائے گا تو موت کو ایک خوبصورت دنبے کی شکل میں جنت اور دوزخ کے درمیان لا کر کھڑا کر دیا جائے گا۔ اور اہل جنت کو بآواز بلند مخاطب کر کے کہا جائے گا: ”يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ“ (اے جنت والو!) آواز سن کر اہلِ جنت ڈرتے ڈرتے اس کی طرف متوجہ ہو جائیں گے، پھر اہل دوزخ کو مخاطب کر کے کہا جائے گا: ”يَا أَهْلَ النَّارِ“ (اے جہنم والو!) اہل دوزخ اس خوش فہمی میں کہ شاید اللہ عزوجل کو ہماری حالت زار پر رحم آ گیا، خوشی خوشی اس طرف متوجہ ہو جائیں گے۔ پھر دنبے کی شکل میں موت کی طرف اشارہ کر کے پوچھا جائے گا کہ کیا تم اسے جانتے ہو؟ چونکہ وہ پہلے ہی اس سے متعارف ہوں گے، اس لیے اثبات، یعنی ہاں میں جواب دیں گے۔ پھر اسے جنت اور دوزخ کے درمیان ذبح کرتے ہوئے اعلان کر دیا جائے گا: اے اہل جنت! ہمیشہ کے لیے جنت میں رہو کیونکہ اب تمھیں موت نہیں آئے گی۔ اور اے اہل نار! ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہو، اس لیے کہ اب تمھیں کسی صورت کبھی موت نہیں آئے گی۔

[1] الحديد 57: 13-15.

یہ ہے اس حقیر نطفے کا آخری انجام جو انسان کی اصل اور بنیاد ہے۔ اس نطفے کو مذکورہ بالا انجام تک پہنچنے کے لیے ان متعدد مراحل سے گزرنا پڑتا ہے جو اللہ عزوجل نے اس کے مقدر میں لکھے ہوئے ہیں اور جن کی طرف ''سورۂ عبس'' کی درج ذیل آیات بیّنات میں اشارہ کیا گیا ہے:

﴿قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ ۝ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ ۝ مِنْ نُّطْفَةٍ ۭ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ۝ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ۝ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ۝ ثُمَّ اِذَا شَاۗءَ اَنْشَرَهٗ ۝ كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَآ اَمَرَهٗ ۝﴾

''مارا جائے انسان، یہ کس قدر ناشکرا ہے! (اللہ نے) اسے کس چیز سے پیدا کیا؟ ایک حقیر نطفے سے اسے پیدا کیا، پھر اس کا اس نے اندازہ لگایا، پھر اس کے لیے راستہ آسان کر دیا، پھر اسے موت دی اور قبر میں پہنچایا، پھر جب وہ چاہے گا اسے (دوبارہ) زندہ کرے گا۔ ہرگز نہیں! اس نے اب تک اللہ کے حکم کی بجا آوری نہیں کی۔''[1]

اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ وہ ہمارا شمار ان لوگوں میں کر دے جن کے لیے اس کی طرف سے بھلائی مقرر ہو چکی ہے اور ان لوگوں سے دور رکھے جن پر شقاوت و بدبختی کا غلبہ ہے جس کی وجہ سے انھوں نے دنیا اور آخرت دونوں میں نقصان اٹھایا۔ وہی دعاؤں کو سننے اور قبول کرنے والا ہے اور وہی ہمیں کافی ہے۔ یقیناً وہ بہترین کارساز ہے۔

مذکورہ مضمون تحفة المودود بأحكام المولود لابن القیم رحمہ اللہ سے لیا گیا ہے۔[2]

[1] عبس 80:17-23.

[2] تحفة المودود بأحكام المولود لابن القيم، فصل إذا جاء ه الأجل جاء ته رسل ربه، ص:240-245.

قیامت کی ہولناکیاں

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَاۗىِٕقَةُ الْمَوْتِ ۭ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ﴾

''ہر کوئی موت کا ذائقہ چکھنے والا ہے، بے شک قیامت کے دن تمھیں پورے پورے اجر دیے جائیں گے۔''[1]

جس طرح انسان کو موت کی سختیوں اور برے خاتمے کے بارے میں فکرمند رہنا چاہیے، اسی طرح اسے قبر کے اندھیروں، کیڑوں، منکر نکیر کے سوال و جواب، عذاب قبر اور اس کے خطرات سے بھی آگاہی حاصل کر کے ڈرتے رہنا چاہیے۔ لیکن ان سب سے زیادہ خطرناک اور مشکل مراحل وہ ہیں جو صور پھونکنے، قبر سے اٹھ کر عزیز و جبار ہستی کے سامنے کھڑے ہو کر اپنی زندگی کے ہر چھوٹے بڑے عمل کا حساب دینے، نیز ان میں اعمال کے وزن ہونے، پل صراط عبور کرنے اور اس کے بعد کامرانی و ناکامی کا فیصلہ سننے کا انتظار کرنے کے دوران اسے پیش آنے والے ہیں، لہٰذا ان تمام کٹھن حالات پر کامل یقین کی حد تک نہ صرف ایمان رکھنا بلکہ ان کے لیے ہر ممکن تیاری کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ لیکن اکثر لوگوں کے دلوں میں ایمان بالآخرت کا عقیدہ جاگزیں نہیں ہوا۔ اس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ وہ موسم گرما کی گرمی اور موسم سرما کی سردی کا مقابلہ کرنے

[1] آل عمران 3:185.

کی تیاری کا تو زبردست اہتمام کرتے ہیں لیکن جہنم کی جھلسا دینے والی گرمی سے آنکھیں بند کیے بیٹھے ہیں۔

دوستو! ذرا چشمِ تصور سے وہ منظر دیکھو جب تمھیں قبر سے اٹھایا جائے گا اور تم صور کی آواز کی شدت سے سہمے ہوئے ادھر ادھر نظریں دوڑا رہے ہو گے۔ اس صورت حال کا نقشہ قرآن مجید کی درج ذیل آیات میں ان الفاظ میں کھینچا گیا ہے:

﴿وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَإِذَا هُمْ مِّنَ الْأَجْدَاثِ إِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ○ قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا سكتة هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ○ إِنْ كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَإِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ○ فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَّلَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○﴾

"اور (جب) صور پھونکا جائے گا تو یکایک وہ اپنی قبروں سے (نکل کر) اپنے رب کی طرف تیزی سے دوڑیں گے۔ وہ کہیں گے: ہائے ہماری بربادی! ہمیں ہماری قبر سے کس نے اٹھا دیا؟ یہی تو ہے جو رحمن نے وعدہ کیا تھا اور رسولوں نے سچ کہا تھا۔ وہ تو بس ایک ہولناک چیخ ہوگی، پھر یکایک وہ سب ہمارے سامنے حاضر کر دیے جائیں گے، چنانچہ آج کسی شخص پر کوئی ظلم نہیں ہوگا اور تمھیں صرف اسی کا بدلہ دیا جائے گا جو تم عمل کرتے تھے۔"[1]

اور فرمایا:

﴿يَوْمَ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْأَجْدَاثِ سِرَاعًا كَأَنَّهُمْ إِلٰى نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ ○ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ط ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِيْ كَانُوْا

[1] یٰسٓ 36:51-54.

يُوْعَدُوْنَ ○﴾

"جس دن وہ قبروں سے دوڑتے نکلیں گے جیسے وہ آستانوں کی طرف دوڑ رہے ہوں۔ ان کی نگاہیں جھکی ہوئی ہوں گی۔ ان پر ذلت چھا رہی ہوگی۔ یہی وہ دن ہے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے۔"[1]

ذرا سوچیے تو سہی! اس وقت آپ اور آپ کے دل کی کیفیت کیا ہوگی جب زمین و آسمان دوسری زمین و آسمان سے بدل دیے جائیں گے اور سب لوگ قادر مطلق رب ذوالجلال کے سامنے کھڑے ہوں گے، جب سورج اور چاند کی روشنی ختم ہو جائے گی زمین پر تاریکی چھا جائے گی اور لوگ ننگے پاؤں، ننگے جسم اور پیدل چلتے ہوئے ایک دوسرے میں گڈمڈ ہو جائیں گے۔ میدان حشر میں ان کی بھیڑ لگ جائے گی۔ سب کی نگاہیں اٹھی ہوئی اور دل ٹوٹے ہوئے ہوں گے۔

اے عاجز و مسکین بندو! ذرا اس دن کی طوالت، ہولناکی اور شدت، جبار و قہار کی غالب و برتر ذات کے روبرو ہونے والی رسوائی، ننگے بدن، ذلیل، متحیر اور مبہوت ہو کر سعادت یا شقاوت کی صورت میں ہونے والے فیصلے کا شدت سے انتظار کرنے والے لوگوں کی حالتِ زار پر غور کرو اور اس بڑے دن کے لیے مکمل تیاری کر لو جس کی ہولناکی کی ایک ہلکی سی جھلک سورۂ حج میں درج ذیل الفاظ میں دکھائی گئی ہے:

﴿يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ○﴾

[1] المعارج 70:43,44.

”(اے لوگو!) جس دن تم اس (زلزلے) کو دیکھو گے (یہ حال ہوگا) کہ ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے بچے سے غافل ہو جائے گی اور ہر حمل والی اپنا حمل ڈال دے گی اور آپ لوگوں کو نشے میں (مدہوش) دیکھیں گے، حالانکہ وہ نشے میں نہیں ہوں گے لیکن اللہ کا عذاب (بڑا ہی) شدید ہوگا۔“[1]

اے مسکین! اس دن سے غافل رہنے والوں کے لیے بڑی ہلاکت و بربادی ہے! پھر مندرجہ بالا واقعات کے بعد پیش آنے والے حالات پر بھی کھلے دل سے غور کرو! جب میدان حشر میں تم سے بلا واسطہ اور بغیر کسی ترجمان کے دنیاوی زندگی کے ہر چھوٹے سے چھوٹے اور بڑے سے بڑے عمل کے بارے میں سوال کیا جائے گا، اس وقت شدت کا یہ عالم ہوگا کہ انسان کی عقل مبہوت اور اس کے تمام اعضاء پر لرزہ طاری ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

«لَا تَزُولُ قَدَمَا ابْنِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عِنْدِ رَبِّهِ حَتّٰى يُسْئَلَ عَنْ خَمْسٍ: عَنْ عُمُرِهِ فِيمَا أَفْنَاهُ، وَعَنْ شَبَابِهِ فِيمَا أَبْلَاهُ، وَعَنْ مَّالِهِ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ، وَفِيمَا أَنْفَقَهُ، وَمَاذَا عَمِلَ فِيمَا عَلِمَ»

”ابن آدم قیامت کے دن اپنے رب کے سامنے پانچ سوالوں کے جواب کی تکمیل تک کھڑا رہے گا: عمر کہاں فنا کی؟ جوانی کہاں برباد کی؟ مال کہاں سے کمایا اور کیسے خرچ کیا؟ اور جو علم حاصل کیا تھا، اس کے مطابق کیا عمل کیا؟“[2]

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

[1] الحج 22:2. [2] جامع الترمذي، صفة القيامة، باب في القيامة، حديث: 2416.

﴿فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝﴾

”چنانچہ آپ کے رب کی قسم! ہم ان سب سے ضرور پرسش کریں گے، ان کاموں کی جو وہ کرتے رہے۔“[1]

دوسری جگہ فرمایا:

﴿إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا ۝﴾

”بے شک کان، آنکھ اور دل ان میں سے ہر ایک کی بابت ضرور سوال ہوگا۔“[2]

لہٰذا ان سوالوں کے صحیح جوابات تیار کر کے رکھو اور اعمال تلنے کے لیے قائم ہونے والی میزان اور دائیں یا بائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال کے ملنے کی فکر سے غافل نہ رہو جس کا ذکر مندرجہ ذیل آیات میں ہوا ہے:

﴿فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ ۝ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا ۝ وَيَنْقَلِبُ إِلَىٰ أَهْلِهِ مَسْرُورًا ۝ وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ وَرَاءَ ظَهْرِهِ ۝ فَسَوْفَ يَدْعُو ثُبُورًا ۝ وَيَصْلَىٰ سَعِيرًا ۝﴾

”پھر جس شخص کو اس کا اعمال نامہ اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا تو جلد ہی اس سے آسان حساب لیا جائے گا اور وہ اپنے اہل کی طرف ہنسی خوشی لوٹے گا اور جس شخص کو اس کا نامۂ (اعمال) اس کی پیٹھ کے پیچھے دیا جائے گا تو وہ ضرور اپنی تباہی کو پکارے گا اور بھڑکتی ہوئی آگ میں جا پڑے گا۔“[3]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ ۝ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ ۝ وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ

[1] الحجر 15:92، 93. [2] بنی إسرآء يل 17:36. [3] الانشقاق 84:7-12.

﴿ مَوَازِيْنُهٗ ۝ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ۝ نَارٌ حَامِيَةٌ ۝ ﴾

"تو جس شخص کے پلڑے بھاری ہوں گے، وہ دل پسند زندگی میں ہوگا اور جس شخص کے پلڑے ہلکے ہو گئے تو اس کا ٹھکانہ ہاویہ (گڑھا) ہوگا اور آپ کو کیا معلوم کہ "ہاویہ" کیا ہے۔ وہ سخت دہکتی ہوئی آگ ہے۔"[1]

میزان کی ہولناکی سے نجات اور حساب کتاب میں سہولت صرف اسی شخص کو نصیب ہو گی جس نے دنیا میں اپنا محاسبہ کر کے ہر لمحہ شریعت الٰہیہ کے دائرے میں بسر کیا ہوگا۔

نفس کے محاسبے کا مطلب یہ ہے کہ مرنے سے پہلے اس نے ہر معصیت سے صدق دل سے توبہ کی، فرائض میں ہونے والی کوتاہیوں کا تدارک کر دیا اور لوگوں پر اپنی طرف سے ڈھائے گئے تمام مظالم کا ایک ایک کر کے بدلہ چکا دیا یہاں تک کہ مرنے سے پہلے اس کے ذمے نہ کسی کا ادائے فرض باقی رہا ہو نہ کسی کا حق۔

مذکورہ صفات کا حامل شخص بغیر حساب جنت میں جائے گا۔ اور اگر لوگوں کے ادائے حقوق سے قبل کسی کی موت واقع ہو جائے تو یہ بڑے خطرے کی بات ہوگی۔ قیامت کے دن اس کے ظلم سے متاثر ہونے والے تمام لوگ اس کا محاصرہ کر لیں گے۔ کوئی اس کا ہاتھ پکڑے گا اور کوئی پیشانی۔ کوئی کہے گا: تو نے مجھ پر ظلم کیا تھا، کوئی بولے گا: تو نے مجھے گالیاں دی تھیں۔ کوئی چلّائے گا کہ تو نے میرا مذاق اڑایا تھا، کوئی فریاد کرے گا: تو نے پڑوسی ہونے کے ناطے مجھ پر ظلم کیا تھا، کوئی آواز اُٹھائے گا: میرے ساتھ معاملہ کرتے وقت تو نے مجھے دھوکا دیا تھا، کوئی کہے گا: تو نے اپنے سامان کا عیب چھپا کر مجھ سے فریب کیا تھا، کوئی کہے گا: تو نے اپنے سامان کی قیمت بتاتے ہوئے مجھ سے جھوٹ بولا تھا، کوئی

[1] القارعة 101:6-11.

کہے گا: میرا فقر و فاقہ تیرے علم میں تھا اور تو نے غنی ہونے کے باوجود میری کوئی مدد نہ کی تھی، الغرض مختلف قسم کے دعوے اس پر کیے جائیں گے۔ اس دوران ایک پکارنے والا بلند آواز سے کہے گا:

﴿ اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ ۭ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ﴾

"آج ہر شخص کو بدلہ دیا جائے گا جو اس نے کمایا، آج کوئی ظلم نہیں ہوگا۔"[1]

لہٰذا اللہ کی ناراضی اور اس کے دردناک عذاب کا شکار ہونے سے بچنے کے لیے صراط مستقیم پر گامزن ہو جاؤ۔

[1] المؤمن 40:17.

قیامت کے ہولناک مناظر

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ۝﴾

''لوگوں کے حساب کا وقت قریب آ گیا ہے جبکہ وہ غفلت میں پڑے اعراض کر رہے ہیں۔''[1]

دوسری جگہ فرمایا:

﴿وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝﴾

''اور انھیں حسرت وافسوس کے دن سے ڈراؤ! جب ہر معاملے کا فیصلہ کیا جائے گا، جبکہ آج وہ غفلت میں (پڑے ہوئے) ہیں اور ایمان نہیں لاتے۔''[2]

مزید فرمایا:

﴿اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا ۚۖ يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ۝﴾

''بے شک ہم نے تمھیں جلد آنے والے عذاب سے ڈرا دیا ہے، اس دن انسان وہ (سب کچھ) دیکھے گا جو اس کے دونوں ہاتھوں نے آگے بھیجا ہوگا اور کافر کہے

① الأنبیآء 21:1. ② مریم 19:39.

گا: کاش! میں مٹی ہو جاتا۔''[1]

ایک جگہ انتباہ کیا:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ۝ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ۝﴾

''اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو، بے شک قیامت کا زلزلہ بڑی (ہولناک) چیز ہے جس دن تم اسے دیکھو گے (یہ حال ہوگا) کہ دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے بچے سے غافل ہو جائے گی اور ہر حمل والی اپنا حمل ڈال دے گی اور آپ لوگوں کو نشے میں مدہوش دیکھیں گے، حالانکہ وہ نشے میں نہیں ہوں گے لیکن اللہ کا عذاب (بڑا ہی) شدید ہوگا۔''[2]

ایک اور جگہ قیامت کی ہولناکی کی یوں وضاحت فرمائی:

﴿بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ ۝﴾

''بلکہ ان کے وعدے کا وقت تو قیامت ہے اور قیامت بہت بڑی آفت اور نہایت تلخ ہے۔''[3]

مزید فرمایا:

﴿يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ۝ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ ۝ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ ۝ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ ۝ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ۝

① النبا 78:40. ② الحج 22:1,2. ③ القمر 54:46.

ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ۝ وَوُجُوهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ۝ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ۝ أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ۝﴾

''اس دن آدمی اپنے بھائی سے بھاگے گا اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے اور اپنی بیوی اور اپنے بیٹوں سے (بھی) ان میں سے ہر شخص کا اس دن ایسا حال ہوگا جو اسے دوسروں سے بے پروا کردے گا۔ اس دن کئی چہرے چمکتے ہوں گے، ہنستے مسکراتے، ہشاش بشاش اور کئی چہروں پر اس دن خاک اڑ رہی ہوگی ان پر سیاہی چھائی ہوئی ہوگی، یہی لوگ ہیں کافر فاجر۔''[1]

واقعہ یہ ہے کہ قیامت کا معاملہ بڑا ہی ہولناک ہے اور اس کا وقت قریب ہے کیونکہ جس شخص کا انتقال ہو جائے، اس کی تو قیامت برپا ہوگئی۔ اس کی روح جنت یا دوزخ میں چلی جاتی ہے جبکہ اس کا جسم قبر کی نعمتوں یا عذاب میں گھر جاتا ہے کیونکہ صادق و مصدوق پیغمبر ﷺ جو اپنی خواہش سے نہیں بولتے، اُن کے ارشاد کے مطابق قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔[2]

عذاب قبر اور اس کی سہولتوں اور نعمتوں کا جسم اور روح کے لیے ثابت ہونے کا عقیدہ کتاب اللہ، سنت رسول اللہ ﷺ اور اجماع امت سے ثابت ہے اور یہ وہ ایمان بالغیب ہے جس کا انکار صرف بے دین اور ہٹ دھرم ہی کرسکتا ہے۔ عذابِ قبر سے رسول اللہ ﷺ نے نہ صرف خود پناہ مانگی بلکہ امت کو بھی ہر نماز میں تشہد کے بعد اس سے پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے۔

---

[1] عبس 80:34-42.

[2] جامع الترمذي، صفة القيامة، باب حديث أكثروا من ذكر هاذم اللذات، حديث: 2460.

جب اس کائنات کی مقررہ مدت ختم ہوگی تو صور پھونکا جائے گا جس کی آواز سن کر زمین و آسمان میں رہنے والی تمام مخلوق بے ہوش ہو جائے گی۔ صرف وہ زندہ رہے گا جس کے بارے میں اللہ چاہے گا۔ پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو لوگ یکا یک کھڑے ہو کر دیکھنے لگیں گے، پھر برہنہ جسم، ننگے پاؤں اور تنہا رب العالمین کے سامنے کھڑے ہو جائیں گے۔ اس وقت ان کے پاس اپنے اچھے یا بُرے اعمال کے علاوہ کچھ بھی نہ ہوگا۔ سورج قریب آ جائے گا۔ گرمی شدید ہو جائے گی۔ موجودہ ہولناکی میں شدت آ جائے گی۔ زمین و آسمان کو دوسرے زمین و آسمان سے بدل دیا جائے گا اور سب لوگ قادر مطلق وحدہٗ لاشریک اللہ کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے بچے سے غافل ہوگی اور ہر حمل والی اپنا حمل گرا دے گی۔ پچاس ہزار سال پر محیط اس دن کی طوالت اور دہشت سے بچے بوڑھے ہو جائیں گے۔ مختصر یہ کہ اس دن تمام لوگ ایسی مصیبت اور غم میں مبتلا ہوں گے جسے برداشت کرنے کی ان میں طاقت نہ ہوگی، لہٰذا وہ میدان حشر کی تکالیف سے نجات اور حساب کتاب کا مرحلہ شروع کرانے کے لیے ایسی ہستی کی تلاش میں ہوں گے جو ان کے پروردگار کے سامنے اس بارے میں ان کی سفارش کر سکے۔ اس مقصد کے لیے پہلے وہ تمام انسانوں کے باپ آدم علیہ السلام کے پاس پہنچیں گے، پھر حضرت نوح، پھر حضرت ابراہیم خلیل، پھر حضرت موسیٰ اور پھر حضرت عیسیٰ علیہم السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک یہ کہہ کر معذرت کرے گا کہ ہمارا پروردگار جتنا غضب ناک آج ہے، اتنا نہ پہلے کبھی ہوا نہ آئندہ ہوگا، لہٰذا مجھے تو اپنی جان کی فکر ہے تم کسی اور کے پاس چلے جاؤ۔ ہر طرف سے مایوس ہو کر وہ خاتم النبیین محمد مصطفیٰ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گے، وہ جواب دیں گے: یہ میرا ہی

کام ہے، لہٰذا آپ عرش کے نیچے سجدہ ریز ہو جائیں گے، دوران سجدہ اللہ عزوجل انھیں اپنے تمام محامد القاء کر دیں گے، پھر کہا جائے گا: اے محمد! ﷺ سر اٹھایئے جو کہنا ہے کہیے، آپ ﷺ کی بات سنی جائے گی۔ آپ ﷺ جو سوال کریں گے، وہ پورا کیا جائے گا۔ آپ شفاعت کریں گے تو قبول کی جائے گی۔ رسول اللہ ﷺ سر اٹھا کر عرض کریں گے کہ اہل محشر کا حساب شروع کر دیا جائے تو اس وقت تمام پہلے اور بعد والے حمد بیان کریں گے۔ یہی نبی ﷺ کے لیے شفاعت عظمیٰ کا محل اور مقام محمود ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی درخواست اور سفارش کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے مخلوق کے درمیان فیصلہ کرنے اور ہر عمل کرنے والے کو اس کے عمل کا پورا پورا بدلہ دینے کے لیے تجلی فرمائیں گے اور جہنم کو ستر ہزار لگام میں ڈال کر گھسیٹ کر لایا جائے گا اور ہر لگام کو 70 ستر ہزار فرشتے تھامے ہوئے ہوں گے اور وہ انتہائی غصے میں چنگھاڑ رہی ہو گی جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كَلَّآ إِذَا دُكَّتِ الْأَرْضُ دَكًّا دَكًّا ۝ وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ۝ وَجِايْٓءَ يَوْمَئِذٍۭ بِجَهَنَّمَ ۙ يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ الْإِنْسَانُ وَأَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ۝ يَقُولُ يٰلَيْتَنِي قَدَّمْتُ لِحَيَاتِي ۝﴾

”ہرگز نہیں! جب زمین کوٹ کوٹ کر ہموار کر دی جائے گی۔ اور آپ (ﷺ) کا رب اور فرشتے صف در صف آئیں گے۔ اور اس دن جہنم (سامنے) لائی جائے گی، اس دن انسان اپنے کرتوت یاد کرے گا اور یہ یاد کرنا اس کے لیے کیونکر (مفید) ہوگا۔ وہ کہے گا: کاش! میں نے اپنی اس زندگی کے لیے کچھ آگے بھیجا ہوتا۔“[1]

[1] الفجر 89:21-24.

پھر فرمایا:

﴿وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُونَ ۝﴾

”اور زمین اپنے پروردگار کے نور سے جگمگا اٹھے گی۔ اور اعمال کی کتاب (کھول کر) رکھ دی جائے گی۔ اور پیغمبر اور گواہ حاضر کیے جائیں گے اور ان کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا اور ان پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔ ہر شخص کو اس کے عمل کا پورا پورا بدلہ دے دیا جائے گا اور جو کچھ یہ کرتے ہیں اللہ اسے خوب جانتا ہے۔“[1]

پھر حساب شروع ہو جائے گا اور ہر عمل کرنے والے کو اس کے عمل کا پورا پورا بدلہ دے دیا جائے گا جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

﴿يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۚ وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوٓءٍ ۚ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ أَمَدًا بَعِيدًا﴾

”جس دن ہر شخص اپنے نیک اور برے عمل کو موجود پائے گا، وہ آرزو کرے گا: کاش! اس کے اور اس کی برائی کے درمیان دور کا فاصلہ ہوتا۔“[2]

ایک جگہ نتائجِ اعمال کے بارے میں فرمایا:

﴿وَوَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا ۗ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا ۝﴾

”اور انھوں نے جو عمل کیے تھے، وہ انھیں حاضر پائیں گے۔ اور آپ (ﷺ) کا

[1] الزمر 39:69،70. [2] آل عمران 3:30.

پروردگار کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔"①

مزید فرمایا:

﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ○ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ○﴾

"تو جس نے ذرہ بھر نیکی کی، وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ بھر برائی کی، وہ بھی اسے دیکھ لے گا۔"②

اعمال کے رجسٹر کھول کر رکھ دیے جائیں گے، پھر ہر ایک اپنا نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں یا بائیں ہاتھ میں پکڑے ہوئے ہوگا۔ میزان قائم کر کے بندوں کے تمام اچھے برے اعمال کا وزن کر لیا جائے گا۔ اس آیت مقدسہ میں اسی طرف اشارہ ہے:

﴿فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ○ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ○﴾

"پھر جن کے پلڑے بھاری ہو گئے، وہ کامیاب ہوں گے اور جن کے پلڑے ہلکے ہو گئے تو وہی ہیں جنھوں نے اپنے آپ کو خسارے میں ڈالا، وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ آگ ان کے چہرے جھلس دے گی اور وہ اس میں بدشکل ہوں گے۔"③

اس بہت بڑے دن میں مومنوں کے چہرے سفید اور چمک دار ہوں گے اور ان کی نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوگا اور انھیں ان کا اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور وہ رسول اللہ ﷺ کے حوضِ کوثر پر، جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا اور

① الكهف 49:18 . ② الزلزال 8,7:99 . ③ المؤمنون 23:102-104 .

مشک سے زیادہ خوشبودار ہوگا، حاضری دے کر وہ بے مثل خوشگوار پانی پییں گے جس کے بعد انھیں کبھی پیاس نہیں لگے گی۔

پھر جہنم کی پشت پر پل صراط رکھ دیا جائے گا جس پر ہر شخص اپنے اعمال کی مناسبت سے تیزی یا سست روی سے گزرے گا۔ اس کیفیت کے بارے میں فرمایا:

﴿وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا﴾

"اور جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے رہے ہوں گے، وہ جنت کی طرف گروہ در گروہ لے جائے جائیں گے۔"①

ہر جماعت اپنے جیسے لوگوں کے ساتھ ہوگی اور شفاعت محمدی ﷺ کی بنا پر ان کے لیے جنت کے دروازے کھول دیے جائیں گے تو اس کے داروغے ان سے مل کر دوزخ سے نجات پانے اور دارِ نعیم تک سلامتی کے ساتھ پہنچ کر، اس کی نعمتوں سے ہمیشہ کے لیے مستفید ہونے کی خوشخبری سناتے ہوئے انھیں سلام کریں گے۔ جنت میں انھیں وہ سب کچھ میسر ہوگا جو ان کا دل چاہے گا اور جو ان کی آنکھوں کو اچھا لگے گا۔ لیکن سب سے بڑی نعمت جو انھیں نصیب ہوگی، وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انھیں اپنی رضا کا پروانہ عطا فرما دے گا اور ان پر کبھی ناراض نہیں ہوگا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○﴾

"اور اللہ عزوجل کی خوشنودی سب سے بڑی نعمت ہے (اور) یہی بڑی کامیابی ہے۔"②

اس کے ساتھ یہ اعلان کر دیا جائے گا:

① الزمر 73:39 . ② التوبة 72:9 .

«إِنَّ لَكُمْ أَنْ تَحْيَوْا فَلَا تَمُوتُوا أَبَدًا ، إِنَّ لَكُمْ أَنْ تَصِحُّوا فَلَا تَسْقَمُوا أَبَدًا ، وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَشِبُّوا فَلَا تَهْرَمُوا أَبَدًا ، وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَنْعَمُوا فَلَا تَبْأَسُوا أَبَدًا»

''بلاشبہ اب تم ہمیشہ زندہ رہو گے، تمھیں کبھی موت نہیں آئے گی۔ ہمیشہ تندرست رہو گے، کبھی بیمار نہیں پڑو گے اور بلاشبہ تم ہمیشہ جوان رہو گے، کبھی بوڑھے نہیں ہو گے۔ ہمیشہ آسودہ رہو گے، کبھی بدحال نہیں ہو گے۔''[1]

لیکن اس سے بھی بڑھ کر جو نعمت انھیں عطا کی جائے گی، وہ اللہ عزوجل کا دیدار، قرب، محبت اور اس کے خطاب سے ان کا مستفید ہونا ہے۔ ان نعمتوں کے ملنے کے بعد مومن بے ساختہ پکار اٹھیں گے:

﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ ۖ فَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ ۝﴾

''تمام تعریفیں اس اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا اور ہمیں اس زمین کا وارث بنا دیا کہ جنت میں ہم جس مکان میں چاہیں رہیں، پس (اچھے) عمل کرنے والوں کا بدلہ کیا ہی خوب ہے۔''[2]

لوگوں کو چاہیے کہ کمرِ ہمت کس لیں اور متذکرہ بالا خوبیوں اور راحتوں والی جنت تک پہنچانے والے اعمال ہی کو اپنا مقصد وحید بنا لیں۔ ان پر عمل پیرا ہونا اس شخص کے لیے بہت آسان ہے جسے اللہ عزوجل توفیق عطا کرے اور وہ اعمال صدقِ دل سے ایمان، عمل صالح، جملہ احکام کی تعمیل، نواہی سے اجتناب، گناہوں سے ہمہ وقت توبہ، بکثرت

① جامع الترمذي، تفسير القرآن، باب ومن سورة الزمر، حديث:3246. ② الزمر 74:39.

اللہ کا ذکر اور استغفار کرنا ہیں۔

جہاں تک کفار، مشرکین، ملحدین اور مجرمین کا معاملہ ہے تو وہ خوف زدہ، سہمے ہوئے اور گھبراہٹ و پریشانی کی حالت میں یہ کہتے ہوئے قبروں سے اٹھیں گے:

﴿يَا وَيْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَرْقَدِنَا﴾

''ہائے ہماری بردباری! کس نے ہمیں ہماری خواب گاہ سے اٹھا دیا؟''[1]

اسی طرح ایک اور مقام پر مجرموں کی صورتِ حال اس طرح بیان فرمائی:

﴿يَا حَسْرَتَنَا عَلَىٰ مَا فَرَّطْنَا فِيهَا وَهُمْ يَحْمِلُونَ أَوْزَارَهُمْ عَلَىٰ ظُهُورِهِمْ﴾

''افسوس! ہم سے اس معاملے میں کیسی کوتاہی ہوئی اور وہ اپنے (اعمال کے) بوجھ اپنی پیٹھوں پر اٹھائے ہوں گے۔''[2]

اللہ تعالیٰ ان سے ان کے جرائم کا حساب لے کر انھیں مخلوق کے سامنے رسوا کریں گے، ان کے چہرے سیاہ اور ان کی نیکیوں کے پلڑے ہلکے ہوں گے۔ انھیں بائیں ہاتھ میں اعمال نامے پکڑا کر بھوکا، پیاسا گروہ در گروہ جہنم کی طرف ہانک دیا جائے گا۔ اُن میں سے ہر گروہ ان جیسے شر کے حامل دوسرے گروہ کے ساتھ ہوگا۔ جب وہ جہنم کے پاس پہنچیں گے تو دروازے کھول دیے جائیں گے۔ ان کے کھلتے ہی شدید گرمی کا زبردست جھونکا ان کا استقبال کرے گا جس سے انھیں ایسی پریشانی اور خوف لاحق ہو جائے گا کہ اس سے پہلے انھیں ایسی ہولناک پریشانی سے کبھی واسطہ نہیں پڑا ہوگا۔ جہنم کے داروغے انھیں ان کے اعمال پر ڈانٹتے ہوئے کہیں گے:

﴿أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِنْكُمْ يَتْلُونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُونَكُمْ لِقَاءَ

① يٰس 52:36. ② الأنعام 31:6.

﴿يَوْمِكُمْ هٰذَا﴾

''کیا تمھارے پاس تمھی میں سے پیغمبر نہیں آئے تھے جو تم پر تمھارے پروردگار کی آیتیں پڑھتے تھے اور تمھیں اس دن کی ملاقات سے ڈراتے تھے؟''

وہ جواب دیں گے:

﴿بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝﴾

''کیوں نہیں! لیکن کافروں پر عذاب کا فیصلہ متحقق ہو چکا۔''[1]

پھر کہیں گے:

﴿لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝﴾

''اگر ہم سنتے یا سمجھتے ہوتے تو دوزخیوں میں نہ ہوتے، پھر وہ اپنے گناہوں کا اعتراف کریں گے۔ پس دوزخیوں پر لعنت ہے۔''[2]

وہ اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہوئے جہنم کے داروغے، مالک کو پکارتے ہوئے فریاد کریں گے:

﴿يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ﴾

''اے مالک! تیرا رب ہمارا کام ہی تمام کر دے۔''

وہ (فرشتہ) جواب دے گا:

﴿اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ ۝﴾

''بے شک تم تو ہمیشہ (اسی عذاب میں) رہو گے۔''[3]

① الزمر 71:39. ② الملك 10:67, 11. ③ الزخرف 77:43.

ادھر سے مایوس ہو کر وہ اللہ عزوجل کو پکار کر کہیں گے:

﴿رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝ قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ۝﴾

''اے ہمارے پروردگار! ہمیں یہاں سے نکال، پھر اگر ہم دوبارہ ایسا کریں تو بلاشبہ ہم ظالم ہوں گے۔ اللہ (عزوجل ڈانٹتے ہوئے) فرمائیں گے: ''اسی میں پھٹکارے پڑے رہو اور مجھ سے بات نہ کرو۔''[1]

جب وہ ہر قسم کی بھلائی اور راحت سے مایوس ہو جائیں گے اور جہنم میں ہمیشہ کے لیے رہنے کا یقین ہو جائے گا تو وہ چلا چلا کر التجا کریں گے:

﴿وَقَالَ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ۝﴾

''اور وہ (سب) لوگ جو آگ میں ہوں گے، جہنم کے داروغوں سے کہیں گے: اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ وہ ہم پر سے ایک روز تو کچھ عذاب ہلکا کر دے۔''[2]

ادھر سے جواب ملے گا:

﴿اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ قَالُوْا بَلٰى ۭ قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ وَمَا دُعٰۗؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۝﴾

''کیا تمھارے پیغمبر تمھارے پاس کھلی نشانیاں لے کر نہیں آتے تھے؟ وہ جواب میں کہیں گے: کیوں نہیں! وہ (داروغے) کہیں گے: پھر تم خود ہی دعا کر لو اور کافروں کی دعا تو بے کار ہی جائے گی۔''[3]

① المؤمنون 107:23, 108. ② المؤمن 49:40. ③ المؤمن 50:40.

اس وقت ان کی زبوں حالی کتنی شدید اور پریشانی کیسی ہولناک ہو گی جب انھیں مختلف قسم کا عذاب دیا جائے گا! کبھی انھیں دہکتی ہوئی آگ کا عذاب دیا جائے گا جو ان کی پیٹھوں اور پیٹوں کو جلا کر رکھ دے گا اور جب بھی ان کی کھالیں گل سڑ جائیں گی تو ہمیشہ عذاب کا مزا چکھنے کے لیے ان کی کھالیں بدل دی جائیں گی۔

کبھی انھیں ایسی شدید سردی کا عذاب دیا جائے گا جو ان کے گوشت اور ہڈیاں توڑ کر رکھ دے گا، کبھی انھیں ایسی شدید بھوک اور پیاس کا عذاب دیا جائے گا کہ جب اس سے خلاصی کے لیے کسی مدد کے طالب ہوں گے تو ان کی فریاد رسی کے بجائے انھیں ایک اور عذاب سے دوچار کر دیا جائے گا۔ کچھ بد بخت ایسے بھی ہوں گے جو اس عذاب کو بھول کر کھانے کی فریاد کریں گے تو انھیں زقوم کے درخت سے تیار شدہ، گلے میں اٹکنے والا، خاردار جھاڑیوں کا اتنا بدبودار، کڑوا اور شدید گرم کھانا دیا جائے گا جو نہ فربہی کا باعث بنے گا اور نہ بھوک ختم کرے گا بلکہ جب ان کے پیٹوں میں پہنچے گا تو آگ پر رکھے، کھولتے پانی کی طرح جوش مارے گا اور جب وہ پینے کے لیے پانی مانگیں گے تو پگھلے ہوئے تانبے کی طرح گرم پانی سے ان کی تواضع کی جائے گی کہ جب ان کے دہن کے قریب جائے گا تو انھیں بھون کر رکھ دے گا۔ لیکن پھر بھی پیاس کی شدت کے مارے وہ اسے پینے پر تیار ہو جائیں گے اور جب وہ اسے پییں گے تو ان کی انتڑیاں ٹکڑے ٹکڑے ہو کر باہر آ جائیں گی۔ حاصل یہ کہ نہ تو اُن پر کسی وقت عذاب میں کمی کی جائے گی اور نہ وہ اس سے خلاصی کی کوئی امید رکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ انھیں عذاب میں مبتلا کر کے اس طرح بھول جائیں گے جس طرح دنیوی زندگی میں وہ اللہ اور اس کے احکام کو بھول چکے تھے۔

قصہ مختصر یہ کہ دوزخ میں وہی بد بخت جائے گا جس نے دنیوی زندگی میں اللہ عزوجل کے احکام سے اعراض کر کے ان کی تکذیب کی، متاعِ دنیا جمع کرتے ہوئے اپنا مبدا اور معاد بھول گیا اور اللہ کی مخلوق پر ظلم کر کے دنیوی زندگی کو ترجیح دی، لہٰذا اسے بدلہ بھی اس کے کرتوتوں کے مطابق ہی ملے گا کیونکہ رب ذوالجلال کسی پر ظلم کرنے والے نہیں۔

جب اہل جنت، جنت میں اور اہل جہنّم، دوزخ میں چلے جائیں گے تو موت کو ایک حسین دنبے کی شکل میں لایا جائے گا اور جنت اور دوزخ کے درمیان یہ اعلان کرتے ہوئے ذبح کر دیا جائے گا: اے اہل جنت! ہمیشہ جنت میں رہو، تمھیں کبھی موت نہیں آئے گی اور اے اہل جہنم! سدا جہنم میں رہو، تمھیں بھی کبھی موت نہیں آئے گی۔ اس اعلان کے ساتھ ہی مومنوں کی خوشی اور کافروں کے رنج و حسرت میں مزید اضافہ ہو جائے گا۔

اکثر لوگوں کے دلوں میں ایمان بالآخرت کا عقیدہ راسخ ہی نہیں ہوا جس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ انھیں جہنم کی گرمی اور سردی کی کوئی پروا نہیں جب کہ اس دنیوی زندگی کی عارضی گرمی اور سردی کا مقابلہ کرنے کے لیے وہ تن، من، دھن سے تیاریوں میں مصروف رہتے ہیں۔ اللہ عزوجل نے مخلوق پر اتمام حجت کا کس قدر بلیغ اہتمام کیا ہے اس کا اندازہ مندرجہ ذیل امور سے بخوبی کیا جا سکتا ہے:

① لوگوں کو خبردار کرنے اور عذابِ جہنم سے ڈرانے کی خاطر انبیاء و رسل کی بعثت کا سلسلہ جاری فرمایا۔

② ان کی ہدایت و رہنمائی کے لیے واضح دلائل اور براہین قاطعہ پر مشتمل کتابیں نازل فرمائیں۔

③ اس نے اپنے بندوں میں اپنی ظاہری اور باطنی نعمتوں کی تکمیل فرمائی اور انھیں ہر وہ چیز عنایت کی جس کی انھیں ضرورت تھی۔ سب سے بڑھ کر احکام ونواہی سمجھنے کے لیے انھیں علم وادراک کے ذرائع کان، آنکھ اور عقل عطا فرمائی۔

④ اپنے بندوں کو صرف وہی کام کرنے کا حکم دیا جو ان کے لیے فائدہ مند ہیں اور انھی کاموں سے روکا جو ان کے لیے نقصان دہ ہیں۔

⑤ پھر مفید کاموں کی تعمیل کی ترغیب دیتے ہوئے فرماں برداروں سے اجرِ عظیم کا وعدہ فرمایا اور نافرمانوں کو دردناک عذاب سے ڈرایا۔

⑥ محض وعدہ کرنے اور ڈرانے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ حصول عبرت کے لیے ماضی کے مومنین اور کفار کے انجام پر مشتمل مختلف واقعات بھی سنائے۔

⑦ لطف وکرم کی انتہا کرتے ہوئے نیکی کا بدلہ کم از کم دس گنا زیادہ مگر بدی کا بدلہ بدی جتنا ہی مقرر فرمایا اور اگر انسان گناہ سے توبہ کر لے تو اسے بھی معاف کرنے کا وعدہ فرمایا۔

⑧ دنیوی زندگی میں اپنے بندوں پر نعمتوں کی تکمیل کرتے ہوئے یہاں تک فرمایا: زمین میں جو کچھ ہے، وہ اللہ نے صرف تمھارے ہی فائدے کے لیے پیدا کیا ہے، لہٰذا ان نعمتوں کو اس کی مرضی کے مطابق استعمال کرتے ہوئے اُس کا شکر ادا کرو۔

اتمام حجت کے سلسلے میں اس قدر اہتمام کے باوجود اگر کوئی بدبخت ایمان قبول کر کے صراط مستقیم پر گامزن نہیں ہوتا تو پھر اسے متذکرہ بالا عذاب دینے پر اللہ عزوجل کو کسی طرح مورد الزام نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔

اے اللہ! ہم آپ سے جنت اور اس تک پہنچانے والے اعمال واعتقاد کی توفیق کا

سوال کرتے ہیں اور جہنم اور اس تک پہنچانے والے اعمال واعتقاد سے پناہ مانگتے ہیں۔

اے پروردگار! ہمیں دنیا میں بھی نعمتیں عطا فرما اور آخرت میں بھی اور دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔ اے ہمارے پروردگار! ہدایت بخشنے کے بعد ہمارے دلوں میں کجی پیدا نہ کرنا اور ہمیں اپنے ہاں سے نعمت عطا فرما، بے شک تو ہی بہت عطا کرنے والا ہے۔

«رَبَّنَا! تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ، وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ اٰمِينَ يَارَبَّ الْعَالَمِينَ! يَاحَيُّ، يَاقَيُّومُ، يَاذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ! وَصَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِينَ»

جنت کے اوصاف

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«يَأْكُلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ فِيهَا وَيَشْرَبُونَ، وَلَا يَتَغَوَّطُونَ، وَلَا يَمْتَخِطُونَ وَلَا يَبُولُونَ، وَلٰكِنْ طَعَامُهُمْ ذَاكَ جُشَاءٌ كَرَشْحِ الْمِسْكِ، يُلْهَمُونَ التَّسْبِيحَ وَالتَّحْمِيدَ كَمَا يُلْهَمُونَ النَّفَسَ»

”جنت والے جنت میں کھائیں اور پییں گے لیکن وہ اس میں پاخانہ نہیں کریں گے۔ ناک صاف کریں گے نہ پیشاب کریں گے، ان کا کھانا ڈکار کی صورت میں ہضم ہو جائے گا جس سے مشک جیسی خوشبو آئے گی۔ اور انھیں تسبیح وتحمید اس طرح سکھائی جائے گی جس طرح سانس لیا جاتا ہے۔“[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: أَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ، وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ، فَاقْرَأُوا إِنْ شِئْتُمْ ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾»

”اللہ عزوجل فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ کچھ تیار کر رکھا ہے جسے کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے اس کے بارے میں سنا اور نہ کسی

[1] صحیح مسلم، الجنة ونعيمها، باب في صفات الجنة وأهلها......، حديث:2835.

انسان کے دل پر گزرا ہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی تائید میں قرآن مجید کی آیت پڑھ لو۔ ”کوئی متنفس نہیں جانتا کہ ان کے اعمال کے بدلے میں ان کے لیے کون کون سی آنکھوں کی ٹھنڈک والی چیزیں چھپا کر رکھی گئی ہیں۔“[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«أَوَّلُ زُمْرَةٍ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ عَلٰى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ عَلٰى أَشَدِّ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ إِضَاءَةً، لَا يَبُولُونَ، وَلَا يَتَغَوَّطُونَ، وَلَا يَتْفِلُونَ، وَلَا يَتَمَخَّطُونَ، أَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ، وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ، وَمَجَامِرُهُمُ الْأَلُوَّةُ - اَلْأَنْجُوجُ عُودُ الطِّيبِ- وَأَزْوَاجُهُمُ الْحُورُ الْعِينُ، أَخْلَاقُهُمْ عَلٰى خُلُقِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ عَلٰى صُورَةِ أَبِيهِمْ آدَمَ سِتُّونَ ذِرَاعًا فِي السَّمَاءِ»

”جنت میں جانے والے سب سے پہلے گروہ کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہے ہوں گے۔ اس کے بعد جانے والے دوسرے گروہ کی شکلیں خوبصورتی اور چمک کے لحاظ سے موتی کی طرح انتہائی چمکتے ہوئے ستارے جیسی ہوں گی، وہ پیشاب کریں گے نہ پاخانہ، تھوکیں گے نہ ناک صاف کریں گے۔ ان کے کنگھے سونے کے، پسینہ مشک کی طرح اور آتش دان عود کے ہوں گے۔ ان کی بیویاں حورعین (موٹی آنکھوں والی) ہوں گی۔ اور ان سب کے اخلاق ایک جیسے ہوں گے اور وہ سب اپنے باپ آدم کی صورت پر ہوں گے اور

[1] صحيح البخاري، بدء الخلق، باب ماجاء في صفة الجنة وأنّها مخلوقة، حديث:3244، وصحيح مسلم، الجنة و نعيمها، باب صفة الجنة، حديث:2824.

ان کا قد آسمان میں ساٹھ ہاتھ لمبا ہوگا۔'' [1]

ابوسعید اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ لَكُمْ أَنْ تَصِحُّوا فَلَا تَسْقَمُوا أَبَدًا ، وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَحْيَوْا فَلَا تَمُوتُوا أَبَدًا ، وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَشِبُّوا فَلَا تَهْرَمُوا أَبَدًا ، وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَنْعَمُوا فَلَا تَبْأَسُوا أَبَدًا»

''(جب اہل جنت، جنت میں داخل ہو جائیں گے تو ایک منادی پکارے گا:) تم ہمیشہ تندرست رہو گے کبھی بیمار نہ ہو گے، تم مدام زندہ رہو گے، تمھیں کبھی موت نہیں آئے گی، تم سدا جوان رہو گے، کبھی بوڑھے نہیں ہو گے اور تم ہمیشہ آسودہ رہو گے کبھی بدحال نہ ہو گے۔'' [2]

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ يَقُولُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى : تُرِيدُونَ شَيْئًا أَزِيدُكُمْ ، فَيَقُولُونَ : أَلَمْ تُبَيِّضْ وُجُوهَنَا؟ أَلَمْ تُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَتُنَجِّنَا مِنَ النَّارِ؟ فَيَكْشِفُ الْحِجَابَ ، فَمَا أُعْطُوا شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِّنَ النَّظَرِ إِلٰى رَبِّهِمْ»

''جب اہل جنت، جنت میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان سے فرمائیں گے: کیا تمھیں مزید کسی چیز کی ضرورت ہے جو میں تمھیں عطا کروں؟ وہ کہیں

[1] صحيح البخاري، أحاديث الأنبياء، باب خلق آدم و ذريته ، حديث:3327، و صحيح مسلم، الجنة و نعيمها، باب أول زمرة تدخل الجنة......، حديث:2837.

[2] صحيح مسلم، الجنة و نعميها ، باب في دوام نعيم أهل الجنة......، حديث:2837،و جامع الترمذي ، تفسير القرآن، باب ومن سورة الزمر ، حديث:3246.

گے: (اے اللہ!) کیا تو نے ہمیں دوزخ سے نجات دلا کر جنت میں داخل نہیں کیا اور ہمیں روشن، چمکتی ہوئی شکل وصورت عطا نہیں کی؟ یہی ہمارے لیے بہت کافی ہے تو اللہ عزوجل انھیں اپنا دیدار کرانے کے لیے حجاب اٹھا دیں گے۔ دیدار الٰہی کے بعد انھیں محسوس ہوگا (کہ جنت کی تمام تر نعمتیں بھی اس کے مقابلے میں ہیچ ہیں۔) گویا انھیں اپنے رب کے چہرے کی طرف دیکھنے کی نعمتِ عظمٰی سے بڑھ کر اور کوئی نعمت عطا ہی نہیں کی گئی ہے۔'' [1]

«. . . وَقَالَ صلی اللہ علیہ وسلم أَلَا مُشَمِّرٌ لِّلْجَنَّةِ ، فَإِنَّ الْجَنَّةَ لَا خَطَرَ لَهَا ، هِيَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ! نُورٌ يَّتَلَأْلَأُ ، وَرَيْحَانَةٌ تَهْتَزُّ ، وَقَصْرٌ مَّشِيدٌ ، وَنَهْرٌ مُّطَّرِدٌ ، وَفَاكِهَةٌ كَثِيرَةٌ نَّضِيجَةٌ ، وَزَوْجَةٌ حَسْنَاءُ جَمِيلَةٌ ، وَحُلَلٌ كَثِيرَةٌ ، فِي مَقَامٍ أَبَدًا ، فِي حَبْرَةٍ وَّنَضْرَةٍ ، فِي دُورٍ عَالِيَةٍ سَلِيمَةٍ بَهِيَّةٍ»

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی جنت کے لیے تیاری کرنے والا نہیں ہے؟ حالانکہ رب کعبہ کی قسم! جنت جھلملاتا ہوا نور، جھومتا ہوا پھول، مضبوط محل اور نہرِ رواں ہے۔ وہاں کا پھل پختہ اور وہاں کی بیویاں حسین وجمیل ہوں گی۔ وہاں بہت سارے خوبصورت لباس ہیں اور ایسا بلند مقام ہے جہاں ہمیشہ تازگی و بہار ہے اور بڑا اونچا، محفوظ اور روشن محل ہے۔'' [2]

ياحي ياقيوم ياذاالجلال والإكرام! ہم آپ سے جنت اور اس کے قریب

[1] صحيح مسلم، الإيمان، باب إثبات رؤية المؤمنين في الآخرة ربهم سبحانه وتعالىٰ، حديث:181. [2] سنن ابن ماجه ، الزهد ، باب صفة الجنة، حديث:4332.

لے جانے والے اعمال کا سوال کرتے ہیں اور دوزخ اور اس کے قریب پہنچانے والے اقوال واعمال سے پناہ مانگتے ہیں۔

اے اللہ! ہم آپ سے آپ کی رضا اور جنت کا سوال کرتے ہیں اور آپ کی ناراضی اور دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں۔ اے اللہ! ہمیں دنیا میں بھی نعمتیں عطا فرما اور آخرت میں بھی اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔ آمین!

«رَبَّنَا ! تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ. آمِينَ يَارَبَّ الْعَالَمِينَ! يَاحَيُّ يَاقَيُّومُ يَاذَاالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ وَصَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ»

جنت کی تعریف

اب امام محمد بن قیم رحمہ اللہ (متوفی 751ھ) کے منظوم کلام میں جنت کی دلکشی کے مناظر دیکھیے:

فَاسْمَعْ إِذًا أَوْصَافَهَا وَصِفَاتِ هَا

تِيكَ الْمَنَازِلِ رَبَّةِ الْإِحْسَانِ

هِيَ جَنَّةٌ طَابَتْ وَطَابَ نَعِيمُهَا

فَنَعِيمُهَا بَاقٍ وَّلَيْسَ بِفَانِ

دَارُالسَّلَامِ وَجَنَّةُ الْمَأْوٰى وَمَنْـ

ـزِلُ عَسْكَرِ الْإِيمَانِ وَالْقُرْآنِ

فَالدَّارُ دَارُ سَلَامَةٍ وَّخِطَابُهُمْ

فِيهَا سَلَامٌ وَّاسْمُ ذِي الْغُفْرَانِ

دَرَجَاتُهَا مِائَةٌ وَّمَا بَيْنَ اثْنَتَيْـ

ـنِ فَذَاكَ بِالتَّحْقِيقِ لِلْحُسْبَانِ

مِثْلُ الَّذِي بَيْنَ السَّمَاءِ وَبَيْنَ هٰـ

ذِي الْأَرْضِ قَوْلُ الصَّادِقِ الْبُرْهَانِ

أَبْوَابُهَا حَقٌّ ثَمَانِيَةٌ أَتَتْ

فِي النَّصِّ وَهِيَ لِصَاحِبِ الْإِحْسَانِ

بَابُ الْجِهَادِ وَذَاكَ أَعْلَاهَا وَبَا

بُ الصَّوْمِ يُدْعٰى الْبَابُ بِالرَّيَّانِ

وَلِكُلِّ سَعْيٍ صَالِحٍ بَابٌ

وَرَبُّ السَّعْيِ مِنْهُ دَاخِلٌ بِأَمَانِ

سَبْعُونَ عَامًا بَيْنَ كُلِّ اثْنَيْنِ مِنْـ

ـهَا قُدِّرَتْ بِالْعَدِّ وَالْحُسْبَانِ

لٰكِنَّ بَيْنَهُمَا مَسِيرَةَ أَرْبَعِيـ

ـنَ رَوَاهُ حِبْرُ الْأُمَّةِ الشَّيْبَانِي

هٰذَا وَفَتْحُ الْبَابِ لَيْسَ بِمُمْكِنٍ

إِلَّا بِمِفْتَاحٍ عَلٰى أَسْنَانِ

مِفْتَاحُهُ بِشَهَادَةِ الْإِخْلَاصِ وَالتَّوْحِيـ

ـدِ تِلْكَ شَهَادَةُ الْإِيمَانِ

لَا تُلْغِيَنْ هٰذَا الْمِثَالَ فَكَمْ بِهِ

مِنْ حَلِّ إِشْكَالٍ لِّذِي الْعِرْفَانِ

هٰذَا وَمَنْ يَّدْخُلْ فَلَيْسَ بِدَاخِلٍ

إِلَّا بِتَوْقِيعٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ

هٰذَا وَإِنَّ صُفُوفَهُمْ عِشْرُونَ مَعْ

مِائَةٍ وَّهٰذِي الْأُمَّةُ الثُّلُثَانِ

هٰذَا وَأَوَّلُ زُمْرَةٍ فَوُجُوهُهُمْ

كَالْبَدْرِ لَيْلَ السِّتِّ بَعْدَ ثَمَانِ

وَالزُّمْرَةُ الْأُخْرٰى كَأَضْوَءِ كَوْكَبٍ

فِي الْأُفْقِ تَنْظُرُهُ بِهِ الْعَيْنَانِ

أَمْشَاطُهُمْ ذَهَبٌ، وَرَشْحُهُمْ فَمِسْـ

ـكٌ خَالِصٌ يَّا ذِلَّةَ الْحِرْمَانِ

وَيَرَى الَّذِينَ بِذَيْلِهَا مِنْ فَوْقِهِمْ

مِثْلَ الْكَوَاكِبِ رُؤْيَةً بِعَيَانِ

مَاذَاكَ مُخْتَصٌّ بِرُسُلِ اللهِ بَلْ

لَهُمْ وَلِلصِّدِّيقِ ذِي الْإِيمَانِ

هٰذَا وَأَعْلَاهُمْ فَنَاظِرُ رَبِّهِ
فِي كُلِّ يَوْمٍ وَّقْتُهُ الطَّرَفَانِ

لٰكِنَّ أَدْنَاهُمْ وَمَا فِيهِمْ دَنِيٌّ
إِذْ لَيْسَ فِي الْجَنَّاتِ مِنْ نُّقْصَانِ

فَهُوَ الَّذِي تُلْفٰى مَسَافَةُ مُلْكِهِ
بِسِنِينِنَا أَلْفَانِ كَامِلَتَانِ

فَيَرٰى بِهَا أَقْصَاهُ حَقًّا مِّثْلَ رُؤْ
يَتِهِ لِأَدْنَاهُ الْقَرِيْبِ الدَّانِي

وَيَرَوْنَهُ سُبْحَانَهُ مِنْ فَوْقِهِمْ
نَظَرَ الْعِيَانِ كَمَا يُرَى الْقَمَرَانِ

وَهِيَ الزِّيَادَةُ قَدْ أَتَتْ فِي يُونُسَ
تَفْسِيرُ مَنْ قَدْ جَاءَ بِالْقُرْاٰنِ

أَوَ مَا سَمِعْتَ بِأَنَّ اٰخِرَ أَهْلِهَا
يُعْطِيهِ رَبُّ الْعَرْشِ ذُو الْغُفْرَانِ

أَضْعَافَ دُنْيَانَا جَمِيعًا عَشْرَ أَمْـ
ثَالٍ لَّهَا سُبْحَانَ ذِي الْإِحْسَانِ

هٰذَا وَسِنُّهُمُ ثَلَاثٌ مَّعْ ثَلَا
ثِينَ الَّتِي هِيَ قُوَّةُ الشُّبَّانِ

وَصَغِيرُهُمْ وَكَبِيرُهُمْ فِي ذَا عَلٰى
حَدٍّ سَوَاءٍ مَّا سِوَى الْوِلْدَانِ

وَالطُّولُ: طُولُ أَبِيْهِمْ سِتُّونَ لٰـ
كِنْ عَرْضُهُمْ سَبْعٌ بِلَا نُقْصَانِ

أَلْوَانُهُمْ بِيضٌ وَّلَيْسَ لَهُمْ لِحًى
جُعْدُ الشُّعُوْرِ مُكَحَّلُوا الْأَجْفَانِ

هٰذَا كَمَالُ الْحُسْنِ فِي أَبْشَارِهِمْ وَشُعُورِهِمْ وَكَذٰلِكَ الْعَيْنَانِ

وَلَقَدْ أَتٰى أَثَرٌ بِأَنَّ لِسَانَهُمْ
بِالْمَنْطِقِ الْعَرَبِيِّ خَيْرُ لِسَانِ

وَالرِّيحُ يُوْجَدُ مِنْ مَّسِيرَةِ أَرْبَعِيـ
نَ وَإِنْ تَشَأْ مِائَةً فَمَرْوِيَّانِ

هٰذَا وَأَوَّلُهُمْ دُخُولًا خَيْرُ خَلْـ
قِ اللهِ مَنْ قَدْ خُصَّ بِالْقُرْآنِ

وَالْأَنْبِيَاءُ عَلٰى مَرَاتِبِهِمْ مِنَ التَّفْضِيـ
لِ تِـلْـكَ مَـوَاهِـبُ الْـمَـنَّـانِ
هٰذَا، وَأُمَّةُ أَحْمَدَ سَبَّاقُ بَا
قِي الْخَلْقِ عِنْدَ دُخُولِهِمْ بِجِنَانِ
وَأَحَقُّهُمْ بِالسَّبْقِ أَسْبَقُهُمْ إِلَى الْـ
إِسْلَامِ وَالتَّصْدِيقِ بِالْقُرْآنِ
هٰذَا، وَأَوَّلُهُمْ دُخُولًا فَهُوَ حَمَّا
دٌ عَلَى الْحَالَاتِ لِلرَّحْمَانِ
إِنْ كَانَ فِي السَّرَّاءِ أَصْبَحَ حَامِدًا
أَوْ كَانَ فِي الضَّرَّا فَحَمْدٌ ثَانِ
وَالْجَنَّةُ اسْمُ الْجِنْسِ وَهْيَ كَثِيرَةٌ
جِدًّا وَّلٰكِنْ أَصْلُهَا نَوْعَانِ
ذَهَبِيَّتَانِ بِكُلِّ مَا حَوَتَاهُ مِنْ
حُلِيٍّ وَآنِيَةٍ وَمِنْ بُنْيَانِ

وَكَذَاكَ أَيْضًا فِضَّةٌ ثِنْتَانِ مِنْ
حُلِيٍّ وَّبُنْيَانٍ وَّكُلِّ أَوَانِي
وَبِنَاؤُهَا اللَّبِنَاتُ مِنْ ذَهَبٍ
وَأُخْرٰى فِضَّةٍ نَوْعَانِ مُخْتَلِفَانِ
غُرُفَاتُهَا فِي الْجَوِّ يُنْظَرُ بَطْنُهَا
مِنْ ظَهْرِهَا وَالظَّهْرُ مِنْ بَطْنَانِ
سُكَّانُهَا أَهْلُ الْقِيَامِ مَعَ الصِّيَا
مِ وَطَيِّبِ الْكَلِمَاتِ وَالْإِحْسَانِ
وَثِمَارُهَا مَا فِيهِ مِنْ عَجَمٍ كَأَمْـ
ثَالِ الْقِلَالِ فَجَلَّ ذُوالْإِحْسَانِ
وَظِلَالُهَا مُمْتَدَّةٌ لَّيْسَتْ تَقِي
حَرًّا وَّلَا شَمْسًا وَّأَنّٰى ذَانِ
أَنْهَارُهَا فِى غَيْرِ أُخْدُودٍ جَرَتْ
سُبْحَانَ مُمْسِكِهَا عَنِ الْفَيْضَانِ

عَسَلٌ مُّصَفًّى ثُمَّ مَاءٌ ثُمَّ خَمْـ
رٌ ثُمَّ أَنْهَارٌ مِّنَ الْأَلْبَانِ

وَطَعَامُهُمْ مَّا تَشْتَهِيهِ نُفُوسُهُمْ
وَلُحُومُ طَيْرٍ نَاعِمٍ وَّسِمَانِ

وَفَوَاكِهٌ شَتّٰى بِحَسْبِ مُنَاهُمُ
يَاشَبْعَةً كَمُلَتْ لِذِى الْإِيمَانِ

لَحْمٌ وَّخَمْرٌ وَّالنِّسَاءُ وَفَوَاكِهٌ
وَالطِّيبُ مَعَ رَوْحٍ وَّمَعَ رَيْحَانِ

وَصِحَافُهُمْ ذَهَبٌ تَطُوفُ عَلَيْهِمُ
بِأَكُفِّ خُدَّامٍ مِّنَ الْوِلْدَانِ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَيُرْسِلُ رَبُّنَا
رِيحًا تَهُزُّ ذَوَائِبَ الْأَغْصَانِ

فَتُثِيرُ أَصْوَاتًا تَلَذُّ لِمَسْمَعِ الْـ
إِنْسَانِ كَالنَّغَمَاتِ بِالْأَوْزَانِ

يَالَذَّةَ الْأَسْمَاعِ لَا تَتَعَوَّضِي
بِلَذَاذَةِ الْأَوْتَارِ وَالْعِيدَانِ

لَا خَيْرَ فِى صُوَرِ الْمَعَازِفِ كُلِّهَا
وَالرَّقْصِ وَالْإِيقَاعِ فِي الْقُضْبَانِ

إِنَّ التَّقِيَّ لِرَبِّهِ مُتَنَزِّهٌ
عَنْ صَوْتِ أَلْحَانٍ وَّسَمْعِ أَغَانٍ

أَوَ مَا سَمِعْتَ: سِمَاعُهُمْ فِيهَا غِنَا
ءُ الْحُورِ بِالْأَصْوَاتِ وَالْأَلْحَانِ

نَزِّهْ سِمَاعَكَ إِنْ أَرَدْتَّ سِمَاعَ
ذَيَّاكَ الْغِنَا عَنْ هٰذِهِ الْأَلْحَانِ

لَا تُؤْثِرِ الْأَدْنٰى عَلَى الْأَعْلٰى فَتُحْـ
رَمُ ذَا وَذَا يَاذِلَّةَ الْحِرْمَانِ

إِنَّ اخْتِيَارَكَ لِلسِّمَاعِ النَّازِلِ الْـ
أَدْنٰى عَلَى الْأَعْلٰى مِنَ النُّقْصَانِ

وَاللّٰهِ! إِنَّ سَمَاعَهُمْ فِي الْقَلْبِ وَالْـ
إِيمَانِ مِثْلَ السُّمِّ فِي الْأَبْدَانِ

وَاللّٰهِ! مَا انْفَكَّ الَّذِي هُوَ دَأْبُهُ
أَبَدًا مِّنَ الْإِشْرَاكِ بِالرَّحْمَانِ

فَالْقَلْبُ بَيْتُ الرَّبِّ جَلَّ جَلَالُهُ
حُبًّا وَّإِخْلَاصًا مَّعَ الْإِحْسَانِ

فَإِذَا تَعَلَّقَ بِالسِّمَاعِ أَصَارَهُ
عَبْدًا لِّكُلِّ فُلَانَةٍ وَّفُلَانِ

حُبُّ الْكِتَابِ وَحُبُّ أَلْحَانِ الْغِنَا
فِي قَلْبِ عَبْدٍ لَّيْسَ يَجْتَمِعَانِ

هٰذَا وَخَاتِمَةُ النَّعِيمِ خُلُودُهُمْ
أَبَدًا بِدَارِ الْخُلْدِ وَالرِّضْوَانِ

بِاللهِ مَا عُذْرُ امْرِئٍ هُوَ مُؤْمِنٌ
حَقًّا بِهٰذَا لَيْسَ بِالْقَيْظَانِ

يَاسِلْعَةَ الرَّحْمٰنِ لَسْتِ رَخِيصَةً
بَلْ أَنْتِ غَالِيَةٌ عَلَى الْكَسْلَانِ

يَاسِلْعَةَ الرَّحْمٰنِ لَيْسَ يَنَالُهَا
فِي الْأَلْفِ إِلَّا وَاحِدٌ لَّا اثْنَانِ

يَاسِلْعَةَ الرَّحْمٰنِ مَاذَا كُفْوُهَا
إِلَّا أُولُو التَّقْوٰى مَعَ الْإِيمَانِ

يَاسِلْعَةَ الرَّحْمٰنِ أَيْنَ الْمُشْتَرِي
فَلَقَدْ عُرِضْتِ بِأَيْسَرِ الْأَثْمَانِ

يَاسِلْعَةَ الرَّحْمٰنِ هَلْ مِنْ خَاطِبٍ
فَالْمَهْرُ قَبْلَ الْمَوْتِ ذُو إِمْكَانِ

يَاسِلْعَةَ الرَّحْمٰنِ كَيْفَ تَصَبُّرُ الْـ
خُطَّابِ عَنْكِ وَهُمْ ذَوُوا إِيمَانِ

يَامُعْرِضًا عَمَّا يُرَادُ بِهِ وَقَدْ
جَدَّ الْمَسِيرُ فَمُنْتَهَاهُ دَانِ

فَاتْعَبْ لِيَوْمِ مَعَادِكَ الْأَدْنٰى تَجِدْ
رَاحَاتِهِ يَوْمَ الْمَعَادِ الثَّانِي

وَأَخْتِمُ قَوْلِي بِالصَّلَاةِ مُسَلِّمًا
عَلَى النَّبِيِّ الْمُصْطَفٰى الْعَدْنَانِ

''تو سنو! جنت کے اوصاف وصفات جس کے منازل، صرف نیکی کرنے والوں ہی کو نصیب ہوں گے۔''

''وہ صاف شفاف جنت ہے، اس کی نعمتیں لذیذ، خوش گوار اور دائمی ہیں، عارضی نہیں ہیں۔''

''وہ سلامتی کا گھر اور سدا بہار رہنے والا باغ ہے اور ایمان وقرآن کے حامل سپاہیوں کی رہائش گاہ ہے۔''

''وہ گھر سلامتی کا گھر ہے اور اس میں رہنے والے جنتیوں کی آپس کی گفتگو لفظ ''سلام'' اور اللہ عزوجل کا نام ہوگا۔''

''جنت کے سو درجے ہیں اور بقول صادق ومصدوق محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہر دو درجوں کے درمیان اس قدر فاصلہ ہے جس قدر آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔''

''جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔ ان کا ذکر قرآن مجید میں ہوا ہے۔ یہ دروازے نیک عمل کرنے والوں کے لیے ہوں گے۔''

''جہاد کا دروازہ سب دروازوں سے زیادہ بلند وبالا ہوگا اور ایک دروازہ روزے کا ہوگا جس کا نام ''ریان'' ہے۔''

''اور ہر نیک عمل کے لیے ایک دروازہ ہوگا جس سے نیک عمل کرنے والا بحفاظت داخل ہوگا۔''

''جنت کے دو دروازوں کے درمیان اعداد وشمار کے مطابق ستر سال کی مسافت جتنا فاصلہ ہوگا۔''

''لیکن ہر دروازے کے دو بازوؤں کے درمیان حبر الامت، احمد بن حنبل شیبانی کی روایت کے مطابق چالیس برس کی مسافت جتنا فاصلہ ہوگا۔''

''مگر یہ دروازہ ایک نوک دار چابی کے بغیر ہرگز نہ کھل سکے گا۔''

''اس کی چابی، توحید واخلاص کی شہادت ہے اور یہی ایمان کی شہادت ہے۔''

''اس مثال کو یوں ہی سرسری نہ چھوڑ دو کیونکہ اس مثال کی بدولت اہل علم کے لیے بہت سے اشکالات حل ہوتے ہیں۔''

''جنت میں داخلہ رحمان کے دستخط واجازت کے بغیر کسی کے لیے ممکن نہیں ہوگا۔''

''جنتیوں کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں دو تہائی صفیں امت محمدیہ کی ہوں گی۔''

''جنت میں داخل ہونے والے سب سے پہلے گروہ میں شامل جنتیوں کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوئے ہوں گے۔''

''دوسرے گروہ میں شامل جنتیوں کے چہرے افق میں چمکنے والے اس ستارے کی طرح روشن ہوں گے جس کی روشنی کی بدولت ہی آنکھوں کو افق نظر آتا ہے۔''

''جنتیوں کے کنگھے سونے کے ہوں گے اور ان کے پسینے سے خالص کستوری جیسی خوشبو آئے گی۔ وائے محرومی کی ذلت!''

''جنت کے نچلے درجے میں رہنے والے جنتیوں کو اوپر کے درجے میں رہنے

والے اس طرح نظر آئیں گے جس طرح ہمیں ستارے نظر آتے ہیں۔''

''یہ مرتبہ اور مقام صرف رسولوں کی خصوصیت نہیں بلکہ صاحبِ ایمان صدیقین کا مقام و مرتبہ بھی یہی ہوگا۔''

''اعلیٰ درجے کے جنتی اپنے رب کے دیدار سے روزانہ دو دفعہ مشرف ہوں گے۔''

''لیکن ان میں سے ادنیٰ درجے کا جنتی اور ادنیٰ درجے سے میری مراد گھٹیا درجہ نہیں کیونکہ جنت میں تو کوئی بھی گھٹیا درجے کا نہیں ہوگا۔''

''تو اس کے زیر تحویل علاقے کی مسافت بھی ہماری اس دنیا کے دو ہزار سالوں میں طے کی جا سکے گی۔''

''ان دو ہزار سالوں کے سفر میں وہ اپنی مملکت کے آخری حدود کا معائنہ بھی اس طرح کرے گا جس طرح وہ قریب کی چیزیں دیکھتا ہے۔''

''اور وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو اپنے اوپر اس طرح دیکھیں گے جس طرح سورج اور چاند کو دیکھتے ہیں۔''

''جس ''زیادہ'' کا ذکر سورۂ یونس میں ہوا ہے، اس سے صاحب قرآن حضرت محمد ﷺ کی تفسیر کے مطابق یہی کچھ مراد ہے۔''

''کیا تم نے یہ نہیں سنا کہ سب سے آخر میں جنت میں جانے والے شخص کو بخشش و مرحمت فرمانے والا عرشِ عظیم کا رب''

''...... ہماری اس تمام دنیا سے دس گنا بڑا گھر عطا فرمائیں گے۔ پاک ہے وہ ذات جو احسان کرنے والی ہے۔''

''تمام جنتیوں کی عمر تینتیس تینتیس سال ہوگی جو نوجوانوں کی قوت کا زمانہ

ہوتا ہے۔''

''چاہے کوئی بچپن میں مر جائے یا بڑھاپے میں، جنت میں ان کی عمر ایک جیسی ہو گی (33 سال) ماسوا بچوں کے۔''

''ان کا قد اپنے باپ (آدم) جیسا، یعنی ساٹھ ذراع اور عرض ٹھیک سات ہاتھ ہوگا۔''

''ان کے رنگ سفید ہوں گے اور وہ بے ریش ہوں گے۔ ان کے بال گھنگھریالے اور آنکھیں سرمگیں ہوں گی۔''

''ان کی جلد، بال اور آنکھیں کمال درجے کی خوبصورت ہوں گی۔''

''ایک حدیث میں آیا ہے کہ ان کی زبان تمام زبانوں میں سے بہترین زبان فصیح عربی زبان ہوگی۔''

''جنت کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے محسوس ہوگی اور اگر تم چاہو تو کہو کہ سو سال کی مسافت سے کیونکہ دونوں روایتیں مروی ہیں۔''

''جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے والا شخص وہ ہوگا جو اللہ کی تمام مخلوق میں سب سے بہتر ہوگا جس نے اپنے آپ کو قرآن مجید کے لیے وقف کیا ہوگا۔''

''انبیائے کرام علیہم السلام (سب سے زیادہ) فضیلت والے مراتب پر فائز ہوں گے۔ یہ منعم حقیقی کی دین ہے۔''

''امت محمدیہ جنت میں داخلے کے وقت دوسری امتوں سے سبقت لے جائے گی۔''

''پھر ان میں سے سب سے پہلے جنت میں وہ شخص داخل ہوگا جس نے سب سے پہلے اسلام لا کر قرآن مجید کی تصدیق کی ہوگی۔''

’’ان میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والا شخص وہ ہوگا جو تمام حالات میں رحمان کی تعریف کرنے والا ہوگا۔‘‘

’’چاہے آسودگی میں ہو یا تنگی میں، وہ دونوں حالتوں میں اللہ عزوجل کی تعریف کرتا رہتا ہے۔‘‘

’’جنت (کا لفظ) اسم جنس ہے اور جنتیں تو بہت زیادہ ہیں لیکن اصل جنت کی دو قسمیں ہیں۔‘‘

’’دو جنتیں ایسی ہیں جن کی عمارتیں، برتن اور آرائش و زیبائش الغرض سب کچھ سونے کا ہے۔‘‘

’’اور دو جنتیں ایسی ہیں جن کی عمارتیں، برتن اور سامانِ زیبائش و آرائش الغرض سب کچھ چاندی کا ہے۔‘‘

’’اس کی عمارتوں کی اینٹیں سونے اور چاندی کی اور مختلف اقسام کی ہوں گی۔‘‘

’’اس کے کمروں کا اندرونی حصہ باہر سے اور بیرونی حصہ اندر سے فضا میں جھلملاتا نظر آئے گا۔‘‘

’’ان کے مکین وہ لوگ ہوں گے جنھوں نے دن کے وقت روزہ رکھا اور رات کو قیام کیا ہوگا اور زبان سے گفتگو کے دوران طیب کلمات ہی نکالے ہوں گے۔‘‘

’’اس کے پھل غیر معروف نہیں ہوں گے بلکہ مٹکوں کی طرح بڑے بڑے ہوں گے، وہ احسان فرمانے والا بڑا ہی عظیم المرتبت ہے۔‘‘

’’اور اس کے سائے لمبے اور پھیلے ہوئے ہوں گے جو گرمی سے بچائیں گے نہ سورج سے کیونکہ ان دونوں کا وہاں وجود ہی نہیں ہوگا۔‘‘

’’اس کی نہریں بغیر کسی کھائی کے رواں ہوں گی۔ پاک ہے وہ ذات جو اس کے باوجود انھیں اِدھر اُدھر بہنے سے روکنے والا ہے۔‘‘

’’ان نہروں میں سے کچھ خالص شہد، کچھ پانی، کچھ شراب اور کچھ دودھ کی ہوں گی۔‘‘

’’نرم و نازک اور موٹے تازے پرندوں کے گوشت کے علاوہ جنتیوں کو کھانے میں وہی کچھ ملے گا جن کی وہ خواہش کریں گے۔‘‘

’’اور ان کی حسب تمنا انھیں طرح طرح کے پھل ملیں گے۔ قربان جاؤں اس شکم سیری پر جو اہل ایمان کو ان کھانوں اور پھلوں سے حاصل ہوگی۔‘‘

’’وہاں انھیں گوشت، شراب، بیویاں، پھل، سکون و آرام اور بہترین خوشبوئیں ملیں گی۔‘‘

’’اور ان کے لیے سونے کی پلیٹیں ہوں گی جو چھوٹے لڑکے اپنے ہاتھوں میں لے کر ان کے پاس آتے جاتے ہوں گے۔‘‘

’’ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ عزوجل ایسی ہوا چلائیں گے جو درختوں کی شاخوں کو متحرک کر دے گی۔‘‘

’’ان سے ایسی آواز پیدا ہوگی جو انسان کے کانوں کو ایسا سُرور بخشے گی جیسا ہم وزن نغمے سے حاصل ہوتا ہے۔‘‘

’’اے کانوں کی لذت! ان بہترین آوازوں کے عوض، رباب اور سارنگی کی آوازوں کو نہ خریدو۔‘‘

’’اس دنیا کی موسیقی میں کوئی خیر اور بھلائی نہیں ہے، نہ رقص میں اور نہ بانسری میں۔‘‘

''جو شخص اپنے رب سے ڈرتا ہے، وہ گیت سننے سے پرہیز کرتا رہتا ہے۔''

''کیا تم نے یہ نہیں سنا کہ جنتی خوش آواز حوروں کا گانا سنیں گے۔''

''اگر حوروں کا گانا سننا چاہتے ہو تو اپنے کانوں کو ان دنیوی گانوں سے پاک و صاف رکھو۔''

''ادنیٰ (دنیوی) گانے کو اعلیٰ (حوروں کے گانے) پر ترجیح نہ دو۔ ہائے محرومی کی ذلت!''

''ادنیٰ اور گھٹیا گانے کو اعلیٰ گیت پر ترجیح دینا بڑے گھاٹے کا سودا ہے۔''

''اللہ کی قسم! دنیوی گانے بجانے دل اور ایمان پر اس طرح اثر انداز ہوتے ہیں جس طرح زہر جسم پر اثر انداز ہوتا ہے۔''

''جسے گانے سننے کی عادت ہے اللہ کی قسم! اسے رحمان کے ساتھ شریک ٹھہرانے کی لعنت سے چھٹکارا حاصل نہیں ہوا۔''

''اس لیے کہ دل اللہ عزوجل کی محبت، اخلاص اور احسان کا مسکن ہے۔''

''جب اس کا تعلق گانے بجانے سے ہو جاتا ہے تو وہ اسے فلاں اور فلانی کا غلام بنا دیتا ہے۔''

''کتاب اللہ کی محبت اور گانے کی آواز کی رغبت کسی بندے کے دل میں یکجا نہیں ہو سکتی۔''

''آخری نعمت جو جنتیوں کو ملے گی، وہ ان کی جنت میں ابدی سکونت اور اللہ کی رضامندی ہوگی۔''

''اللہ کی قسم! سچے مومن کو اس وجہ سے معذور نہیں سمجھا جائے گا کہ وہ بیدار نہیں

بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ وہ غفلت میں پڑا ہوا ہے۔''

''اے رحمٰن کے خریدے ہوئے سودے! تم سستے نہیں ہو بلکہ کاہلوں کے مقابلے میں تم بہت مہنگے ہو۔''

''ہائے! رحمٰن کے سودے کو ہزار میں سے ایک سے زیادہ کوئی قبول کرنے والا نہیں۔''

''اے رحمٰن کے سودے! تیری ہمسری اور برابری صرف اہل تقوٰی اور اہل ایمان ہی کر سکتے ہیں۔''

''افسوس! رحمٰن کا سودا تو موجود ہے خریدار کہاں ہے؟ حالانکہ (یہ) بہت سستے داموں پیش کیا گیا ہے۔''

''افسوس! رحمان کا سودا تو حاضر ہے، کیا ہے کوئی پیغام نکاح دینے والا؟ کیونکہ ادائے مہر موت سے قبل ممکن ہے۔''

''اے رحمان کے سودے! نکاح کا پیغام دینے والوں کو تیرے بغیر صبر کیسے آ سکتا ہے، جب کہ وہ صاحب ایمان ہیں۔''

''اے مقصود سے منہ موڑنے والے انسان! تیرا سفر جاری ہے اور اس سفر کی انتہا قریب ہے۔''

''دنیوی زندگی میں خوب محنت و مشقت کر کے اپنے آپ کو تھکا لو۔ اس کا آرام اور پھل تمھیں آخرت میں مل جائے گا۔''

''میں اپنی بات نبی، مصطفیٰ، عدنانی ﷺ پر درود و سلام کے ساتھ ختم کرتا ہوں۔''[1]

---

[1] متن القصيدة النونية لابن القيم، ص:235......270.

جنتیوں اور دوزخیوں کے اعمال

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے اہل جنت اور اہل دوزخ کے بارے میں سوال کیا گیا تو انھوں نے مندرجہ ذیل جواب دیا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اہل جنت کا عمل ایمان، تقویٰ اور عمل صالح ہے جبکہ اہلِ دوزخ کا عمل کفر، فسق اور عصیان (نافرمانی) ہے۔ دونوں کے اعمال کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

اہلِ جنت کے اعمال یہ ہیں

اللہ اور اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، روز آخرت اور اچھی اور بری تقدیر پر ایمان رکھنا، لاالٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کی شہادت دینا، نماز قائم کرنا، زکاۃ ادا کرنا، ماہ رمضان کے روزے رکھنا اور اس طرز پر اللہ کی عبادت کرنا جیسے بندہ اللہ کو سامنے دیکھ رہا ہو، سچ بولنا، امانت میں خیانت نہ کرنا، عہد و پیمان پورا کرنا، والدین سے نیک سلوک کرنا، صلہ رحمی کرنا، پڑوسیوں، یتیموں، مسکینوں، غلاموں اور جانوروں سے احسان کرنا، نیز ہر نیک عمل خالص اللہ کی رضا کے لیے کرنا، اللہ ہی پر توکل کرنا، اس سے اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرنا، اسی سے ڈرنا، رحمت کی امید رکھنا، مشکلات میں اسی کی طرف رجوع کرنا، تکالیف پر صبر کرنا، اس کی گوناگوں نعمتوں پر اس کا شکر ادا کرنا،

قرآن مجید کی زیادہ سے زیادہ تلاوت کرنا، اللہ کا ذکر کرنا، اپنے تمام مسائل ومشکلات کے بارے میں اسی سے سوال اور دعا کرنا، نیکی کا حکم دینا، برائیوں سے روکنا، کفار ومنافقین کے خلاف جہاد فی سبیل اللہ کرنا، قطع تعلق کرنے والے کو اپنے ساتھ ملانا، محروم کرنے والے کو دینا، ظالم کو معاف کرنا، تمام معاملات میں عدل کو پیش نظر رکھنا وغیرہ۔

اہل دوزخ کے اعمال یہ ہیں

اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، رسولوں کی تکذیب کرنا، کفر، حسد، جھوٹ، خیانت، ظلم، بے حیائی، دھوکا، قطع رحمی وغیرہ۔ بخل سے کام لینا، جہاد کے بارے میں بزدلی اختیار کرنا، ظاہر و باطن کا مختلف ہونا، اللہ کی رحمت سے ناامید ہونا۔ اس کی تدبیر سے اپنے آپ کو محفوظ سمجھنا، مصیبت کے وقت واویلا کرنا، آسودگی کے وقت شیخی بگھارنا اور اترانا، اللہ کے فرائض کی تعمیل نہ کرنا، اس کی حدود سے تجاوز کرنا، اس کی حرمتوں کو پامال کرنا، خالق کو چھوڑ کر مخلوق سے ڈرنا، مخلوق ہی سے امید رکھنا اور اسی پر توکل کرنا، شہرت طلبی اور دکھاوے ہی کے لیے نیک عمل کرنا، کتاب اللہ اور سنت رسول کی مخالفت کرنا، خالق کی نافرمانی کے باوجود مخلوق کی اطاعت کرنا، تعصب سے کام لینا، اللہ کی آیات کا مذاق اڑانا، حق کا انکار کرنا، کتمان حق کرنا، جادو ٹونہ کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، ناحق کسی انسانی جان کو قتل کرنا، یتیم کا مال ہڑپ کرنا، سود کھانا، میدان جنگ سے راہ فرار اختیار کرنا، پاک دامن مومنہ عورتوں پر تہمت لگانا وغیرہ۔

دونوں کے اعمال کی کما حقہ تفصیل تو ممکن نہیں ہے لیکن مختصر طور پر یاد رکھیں کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے دائرے میں شامل ہر عمل، اہل جنت کا ہے جبکہ ہر وہ عمل

جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرتے ہوئے کیا جائے، وہ اہلِ دوزخ کا عمل ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۠ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ○﴾

''اور جو شخص اللہ اور اس کے پیغمبر کی فرماں برداری کرے گا، اللہ اُسے ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن میں نہریں بہ رہی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس کی حدوں سے نکل جائے گا تو اللہ اُسے دوزخ میں ڈالے گا جہاں وہ ہمیشہ رہے گا اور اُسے ذلت ناک عذاب ہوگا۔''[1]

تم بحمد اللہ و توفیقہ

[1] النسآء 4: 13، 14.

محترم بھائی!

آپ نے جنت کے قلمی مناظر دیکھ لیے۔ اب آپ کا دل مچل رہا ہوگا کہ آپ کو آخرت میں جنت مل جائے۔ میرے عزیز! ایک سوئی کی ضرورت بھی ہوتی ہے تو وہ بھی اس وقت تک نہیں ملتی جب تک آپ اس کی قیمت ادا نہیں کرتے۔ کیا خیال ہے؟ کیا جنت جیسی بے مثل نعمت آپ کو پھوکٹ میں مل جائے گی؟ نہیں۔ میرے عزیز ہرگز نہیں!

این خیال است و محال است و جنون!

آپ کو جنت کی قیمت دینی پڑے گی، تبھی جنت ملے گی۔ جنت کی قیمت ہے اللہ تعالیٰ پر پکا ایمان رکھنا اور مسنون زندگی بسر کرنا۔ خود برائیوں سے بچنا اور دوسروں کو برائیوں سے بچانا۔ پس خود بھی نیکی کی زندگی بسر کیجیے اور اپنے گھر، اپنے محلے اور اپنے ماحول میں بھی دور دور تک نیکی، سچائی، سخاوت، دردمندی اور بہادری کے چراغ جلاتے چلے جائیے۔ اس کے صلے میں اللہ تعالیٰ آپ کو اس دنیا میں اپنی رحمتوں کی چھاؤں میں رکھے گا اور آخرت میں جنت سے سرفراز فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے دنیا کی زندگی کو دھوکے کا سامان قرار دیا ہے۔ واقعہ یہی ہے کہ یہ دنیا بڑی ظالم ہے۔ انسان کو طرح طرح سے اپنی دلچسپیوں کے نرغے میں گھیرے رکھتی ہے۔ اس گھیرے سے نکلنے کے لیے یہ اشعار کیا ہی خوب ہیں، شاعر کہتا ہے:

دیکھ جنت اس قدر سستی نہیں
بہرِ غفلت یہ تری ہستی نہیں
رہ گزر دنیا ہے، یہ بستی نہیں
جائے عیش و عشرت و مستی نہیں
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

مال و دولت کو بڑھانا ہے عبث
زائد از حاجت کمانا ہے عبث
دل کا دنیا سے لگانا ہے عبث
رہ گزر کو گھر بنانا ہے عبث
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

حُسن والوں کی چٹک اور یہ مٹک
دیکھ کر ہرگز نہ رستے سے بھٹک
ساتھ ان کا چھوڑ ہاتھ اپنا جھٹک
بھول کر ہرگز نہ پاس ان کے پھٹک

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

حُسنِ ظاہر پر اگر تو جائے گا
عالمِ فانی سے دھوکا کھائے گا
یہ منقش سانپ ہے ڈس جائے گا
رہ نہ غافل یاد رکھ پچھتائے گا
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

عیش و عشرت کے لیے انساں نہیں
یاد رکھ تو بندہ ہے مہماں نہیں
غفلت و مستی تجھے شایاں نہیں
بندگی کر تو اگر ناداں نہیں
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

یوں نہ اپنے آپ کو بے کار رکھ
آخرت کے واسطے تیار رکھ
غیر حق سے قلب کو بیزار رکھ
موت کا ہر وقت استحضار رکھ
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

دارِ فانی کی سجاوٹ پر نہ جا
نیکیوں سے آخرت کا گھر سجا
پھر وہاں بس چین کی بنسی بجا
إنهٗ قد فاز فوزاً من نجا

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

عیش کر غافل نہ تو آرام کر
مال حاصل کر نہ پیدا نام کر
جس لیے آیا ہے تو وہ کام کر
دین کی تبلیغ صبح و شام کر

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

یہ ہمارے سامنے کی دیکھی بھالی حقیقت ہے کہ جن خیابانوں میں زندگی کی لہر بہر تھی، چاروں طرف شاداب سبزہ تھا، ہرے بھرے درخت جھوم رہے تھے، ڈالیاں لچک رہی تھیں، رنگ برنگے پھول اپنی بہار دکھا رہے تھے، وہاں بادخزاں کے جھونکے آئے تو ساری شادابی معدوم ہوگئی۔ ڈالیاں سوکھ گئیں۔ پتے زرد پڑ گئے اور سارے صحنِ چمن پر موت کا سناٹا چھا گیا...... اللہ تعالیٰ نے پھر کرم فرمایا، وقت نے کروٹ لی، گھٹائیں جھوم جھوم کر آئیں، موسلادھار بارشیں ہوئیں، پیاسی زمین جل تھل ہوگئی۔ بہار کا قافلہ آیا اور وہی خزاں رسیدہ چمن جو پہلے موت کا منظر پیش کر رہا تھا دوبارہ لہلہا کر زندگی کا سفیر معلوم ہونے لگا۔

جو حي و قیوم پروردگار خزاں کے بعد دوبارہ پھول کھلا دیتا ہے وہ اس امر کی بھی پوری قدرت رکھتا ہے کہ مُردوں کو دوبارہ زندہ کر دے۔ یقیناً قیامت بہت بڑی حقیقت ہے جو ارشاد ربانی کے مطابق واقع ہوکر رہے گی۔ اس دن سب انسان دوبارہ زندہ کر دیے جائیں گے۔ پھر سب کشاں کشاں آئیں گے اور حشر کے ہجوم و ہیجان میں اپنے اپنے اعمال کا حساب دیں گے۔

زیرنظر کتاب اسی حقیقت عظمیٰ کی یاد دہانی اور فکر آخرت کے لیے لکھی گئی ہے اس میں قرآن کریم اور احادیث رسول ﷺ کی روشنی میں بتایا گیا ہے کہ قیامت کا دن کیسا ہوگا؟ اس دن کتنی زبردست وحشت، گھبراہٹ اور ہولناکی چھائی ہوئی ہوگی؟ لوگ پل صراط سے کس طرح گزریں گے۔ جنتی لوگ کتنے خوش وخرم ہوں گے اور کافروں، مشرکوں اور بدکاروں کا کیا انجام ہوگا۔ اس کتاب میں قیامت کے دن رسوائی سے بچنے اور جنت میں جانے کے آسان طریقے بتائے گئے ہیں۔ ہر مسلمان بہن بھائی کو اپنی آخرت سنوارنے کے لیے اس کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیے۔

ISBN: 978-603-500-027-7

ریاض • جدہ • شارجہ • لاہور • کراچی
اسلام آباد • لندن • ہیوسٹن • نیو یارک